SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, October 30, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair

----

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارک اللہ و لا تکن للخآ ئنین خصیما۔ و ستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا رحیما۔ و لا تجادل عن الذین یختانون انفسہم۔ ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما۔ یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ و ھو معہم اذ یبیتون ما لا یرضی من القول و کان اللہ بما یعملون محیطا

ترجمہ: اے پیغمبر ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ اللہ کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کرو اور دیکھو دغا بازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا اور اللہ سے بخشش مانگنا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ اپنے ہم جنسوں کی خیانت کرتے ہیں ان کی طرف

سے بحث نہ کرنا کیونکہ اللہ خائن اور مرتکب جرائم کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کے مشورے کیا کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا تو ان کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور خدا ان کے تمام کاموں پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔

(سورۃ النساء پارہ۵' آیت۱۰۵۔تا۱۰۸)

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): جناب کل ہمیں ایک بڑی افسوس ناک خبر ملی ہے کہ میاں نواز شریف صاحب کے والد میاں محمد شریف صاحب کا انتقال ہو گیا ہے ۔میں request کروں گا کہ فاتحہ کر لی جائے۔

(فاتحہ پڑھی گئی)

POINT OF ORDER; RE: BLAST IN MARRIOTT HOTEL, ISLAMABAD.

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین صاحب! کل آپ کو یاد ہوگا کہ یہ point of order میں نے اٹھایا تھا اور پرسوں رات جو Marriott میں blast ہوا تھا اس سے اس کا تعلق تھا اور آپ کو یاد ہوگا کہ private TV channel اور اگلے دن کے تمام اخبارات نے یہ بات کہی تھی کہ وہ ایک bomb blast تھا جبکہ وزراء اور حکومت کا version یہ تھا کہ وہ ایک short circuit سے cause کیا ہوا blast تھا۔ اس ضمن میں، میں نے کل تین چار سوالات بھی کیے تھے کہ اگر وہ شارٹ سرکٹ تھا تو پھر اس کے logical consequences یہ ہونے چاہئیں۔ میں ان کی detail میں نہیں جاؤں گا کیونکہ وہ already record کا حصہ ہیں لیکن اس کا بھی کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا گیا لیکن

I went by the statement that was given by the honourable Minister of State and then he came and explained the matter to me personally as well. But unfortunately, sir, today the media and the print media are carrying a different version from a source on which this Government very heavily realises and looks upon. To it and that is the Overseas Security Advisory

Council which is a clearing house for security matters run by the State Department and, according to the reports so far that sir, they have categorically stated while advising American citizens and members of the American Embassy in Islamabad to stay away from the precincts of Marriott and the areas surrounding it because according to their evaluation of the situation the last that occurred in the Marriott Hotel, the night before, was caused by a home-made indigenous bomb. They have categorically stated that it was a bomb explosion and that they are not ready to accept Pakistan Government's explanation that it was caused by short circuiting. Mr. Chairman, yesterday, I also raised the contention that one American diplomat who belonged to the American Embassy here was injured and while the honourable Minister for Health gave the resume of the people who were injured, the name and nationality of the American diplomat was not there. But again, in today's newspaper the State Department has re-confirmed that yes, an American diplomat was injured in the bomb blast.

Mr. Chairman, I would like to draw your attention and this is the daily "Times" and it quotes: A source of the State Department and it says:

"The Washington was not convinced by the Pakistani explanation". They have seen the pictures and its show does not look like this was an electrical problem, the official said".

جناب! بات یہ ہے کہ اگر وہاں پر ایک bomb blast ہوا ہے تو جو میں نے کل بات
کہی تھی کہ بجائے اس کے کہ یہ impression دیا جائے کہ terrorism کے خلاف صرف ایک

آدمی پاکستان میں جنگ کر رہا ہے اور پھر ہم اپنی press conference میں کہیں کہ جناب!
باہر کا media یہ کہتا ہے the only non-terrorist in a terrorist country. تو اس طرح
terrorism کی جنگ نہیں لڑی جا سکتی۔ جب تک آپ عوام کو اپنے ساتھ نہیں لیں گے، جب
تک آپ عوام کو confidence میں نہیں لیں گے اس وقت تک بات آگے نہیں بڑھے گی۔
اب یہ بات کھل کر سامنے آ رہی ہے کہ گورنمنٹ کی اپنی credbility خطرے میں ہے - یہ تو
آج ایک incidence ہو گیا' کل کو کوئی اور incident ہو گا اور چاہے گورنمنٹ اس میں صحیح
picture بھی دے رہی ہو لیکن لوگوں کے سامنے وہ بات نہیں ٹھہرے گی چونکہ credibility
gap ہو گیا ہو گا۔ لہذا میں آپ کے توسط سے حکومت سے request کرونگا کہ ابھی بھی
time ہے کہ جو صحیح facts ہیں ان کو وہ سامنے لے کر آئیں اور جو SSP Islamabad نے
ایک statement شروع میں دے دی اس statement کو پکڑ کر نہ بیٹھیں اور اسی ضمن میں
جناب چیئرمین صاحب! حالانکہ آج یہ کہا گیا ہے کہ وہ related نہیں ہے لیکن یہ کچھ عجیب
co-incidence ہے کہ I.G. Islamabad کو اس سے اگلے دن replace کر دیا جاتا ہے۔ تو
میں آپ کے توسط سے پھر request کرونگا۔

Mr. Chairman: I think, let us hear the Minister. It has been covered comprehensively. Mr. Wasim Sajjad.

Senator Wasim Sajjad: I think the important matter before the House is a Bill on which debate has to start. We have agreed that we have to finalize this debate on Monday. There are several speakers who still want to speak. It has been the tradition of this House that the point of order, if at all, it is allowed by the Chair is raised by one person and the minister answers. If you allow a debate on every point of order we can never end this debate. So, therefore, I would request....

Mr. Chairman: I think the question have been covered and let

us go and hear the minister.

بلیدی صاحب! تشریف رکھیے۔ اس طرح بات بڑھتی جائے گی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، لمبی بات نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین: نہیں، لمبی کی بات نہیں ہے، تھوڑا تھوڑا کر کے بھی بات تو ہوجائے گی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ایک منٹ تو دے دیں۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ، کیا اسی پر بات کرنی ہے آپ نے، کیا بات کرنی ہے؟

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: آپ نے ان کو موقع دیا ہے، موقف سن لیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ایسے نہیں ہوتے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر debate ہو۔ پوائنٹ آف آرڈر تو violation of Procedure and Rules ہوتا ہے لیکن پھر بھی ہم نے یہ ایک طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ بہرحال وہ آپ کی مرضی سے ہے۔

Mr. Chairman: I want to hear him, I have allowed him.

بلیدی صاحب! تشریف رکھئیے، بات ہوگئی ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (وزیر مملکت برائے داخلہ): جناب چیئرمین! آنریبل ممبر نے دو نکتے اٹھائے تھے۔ ایک میڈیا کے حوالے سے version پیش کیا اور دوسرا Overseas Security Advisory Council کوئی ہے، اس کے حوالے سے پیش کیا۔ میری humble submission ہے کہ کل جو میں نے بات کی تھی وہ بالکل fact کے اوپر base کرتی ہے۔ ہمارے میڈیا میں بڑے بڑے ذمہ دار لوگ ہیں لیکن جس قسم کا آج کل ماحول ہے، sensation پیدا کرنے کے لئے اکثر ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جن کا تعلق ان واقعات سے نہیں ہوتا۔ اس کی ایک مثال خود کل کے واقعہ میں ہلاک ہونے والے اور زخمی ہونے والوں کی تعداد بھی تھی جو بعد میں صحیح ثابت نہ ہوئی۔ میں ان کو ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری تحقیقات ابھی رکی نہیں ہیں۔ کل تک ہم نے preliminary investigations مکمل کی ہیں جس کے نتیجے میں، میں نے ان کو facts بتا دیئے تھے اور اس میں یہ بات clear تھی کہ دہشت

گردی جیسی بات ruled out ہے۔ اس کے باوجود ہم نے ایک تحقیقاتی کمیٹی بھی بنا دی ہے تاکہ اس پر مزید تحقیق کی جا سکے اور وہ بہت جلد اپنی رپورٹ پیش کر دے گی۔ ہمیں کسی قسم کے واقعات کو چھپانے کی ضرورت نہیں۔ ملک میں اور جگہ پر بھی terrorist activities ہوتی رہی ہیں اور یہاں پر جس طرح کا واقعہ ہوا اس کو اسی طرح accept کیا گیا اور اس کو اسی طرح لیا گیا۔ تو اس میں یہ impression لینا کہ کسی قسم کے bomb blast کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No. I think we will take up the leave applications and then move on to the business of the House.

(Interruption)

جناب چیئرمین: خواجہ صاحب! آپ کو allow نہیں کیا۔ Let us respect the norms of the House. Kindly respect that. Overall context میں آپ بتا دیجئے investigation ہو جائے گی رپورٹ بتا دیں، وہ آپ کو بتا دیں گے۔ تو all we covered that. We can discuss that in detail at that time.

Mr. Muhammad Nasir Khan(Federal Minister for Health): Mr. Chairman, because my name was taken yesterday, the honourable member have said that I said exactly how many people, I standby that statement because the Senate is the most august House and thereis no question of misleading in any form. I categorically say and there were about 50 newspaper representatives, all the channels were there. We received seven people who were injured inthe Hospital, there were three Italians and four were our country men including the security officers that the Honourable member has said who is fine, who is right now should be

discharged in a day or two. So this is the situation,they were three Italians.

Mr. Chairman: You were referring to the people who were brought to the government hospitals. Somebody else who have been taken to the other hospital.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Yes. This is what I have said yesterday, and this is what I stand by my statement. One thing Mr. Chairman, I would like to clarify because it is the Question Hour of Health today. There is a news item today misleading saying there was fungus in some medicines that were supplied to PIMS. I want to categorically say that no fungus effective life saving durgs have been supplied to PIMS and then there is the question that there were some creams that were discolorated, so we took them off and that is because now we have systems and initially these were not picked, but now these are picked but the news that is carried in the newspaper is totally misleading. The answer is here and the honourable House can read it.

Mr. Chairman: Now we will take the leave application now.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب محمد انور بیگ، سرکاری وفد کے ہمراہ ملک سے باہر جا رہے ہیں اس لیے انہوں نے مورخہ دو نومبر تا اختتام حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT TO HOLD ANOTHER OFFICE BILL, 2004.

Mr. Chairman: Now we will continue the discussion on the motion before the House. I would request the Honourable speakers as mentioned by Mr. Wasim Sajjad that the time is limited, so please contain the speeches. Let's come to the substance rather than words so that all and more of us can speak.

Senator Wasim Sajjad: Sir, I want to make a further request and that is that because now we have to finalise the debate by Monday, we agreed on that, the voting will take place on Monday. Therefore, honourable Senators should try to curtail their speeches and anybody who is not present, when his name is called, he should not be allowed another opportunity which is the normal procedure.

Mr. Chairman: I think there should be a time frame because if he will take long then his other colleagues will be deprived. So we should show the courtesy with that.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں کوشش کروں گا جیسے ہمارے قائد ایوان نے حکم دیا ہے۔ تو اس میں already میں mention کرچکا ہوں کہ دنیا کے بہت سارے ممالک میں ایسے جنرل ہیں جو succeed in ہوئے ہیں اور they have been the kings, they have been the rulers, they have been the commanders in chief, they have been the supreme commander, this mixture, دینی حوالے سے تو already بات ہوچکی ہے کہ خلفاء راشدین they were the rulers, they were the commanders, they were the judges, every thing was mixed in one. اب یہاں پر دو تین نکات ہیں جو بڑے ضروری ہیں کہ ہم ان کو clarify کریں ۔ یہاں ہمارے ایک معزز رکن نے کہا ہے کہ اور انہوں نے چند اقتباسات

بھی پڑھے ہیں کہ جنرل درانی صاحب نے بھی اس پر commentary کی ہے ۔ تو میں اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جنرل ضیاء الحق صاحب کے Personal Staff Officer رہے ہیں اور کے ایم عارف Deputy Chief of Army Staff رہے ہیں جنرل ضیاء الحق کے دور میں جب مارشل لاء تھا ۔ یہ وضاحت میں اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر ان میں یہ احساس تھا کہ یہ مارشل لاء جمہوریت کی اساس کے خلاف ہے اور وہ اس وقت اگر یہ بات کرتے تو ہمارے لئے باعث تقلید بھی ہوتی اور باعث قوت بھی ہوتی اور ہم کہہ سکتے کہ انہوں نے اس وقت یہ بات کی۔ ہماری ایک حدیث مبارکہ ہے کہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے ۔ تو میں اس کو irrelevant سمجھتا ہوں کہ گزر جانے کے بعد' ایک آدمی کے ہاتھ سے warship apparatus گر جانے کے بعد اگر اس کے حوالے سے کوئی بھی اس قسم کے remarks دیں یا articles لکھیں تو وہ بے وزن ہوجاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ ایک بات انہوں نے بڑی specific کی ہے کہ اس موجودہ پارلیمنٹ کو Constitution میں infrastructure تبدیل کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین ! میں یہ برملا کہوں گا اور آپ دیکھ لیں' اب بھی Constitution آپ کے پاس ہوگا کہ Article 239 کی Clause 6 very clear ہے کہ آپ تمام Constitution کو بدل سکتے ہیں اور یہ appropriate legislature of the Parliament, it is fully authorised to carry out all amendments which the Parliament wants to do, even if it want to struck off any chapter or part of the Constitution, it is fully authorised. اب اس میں فرق تھوڑا یہ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے The first Assembly which constituted the Constitution is known as Constituent Assembly وہ ایک ہی دفعہ قائم ہوتی ہے اور اس کے بعد وہ دستور دے دیتی ہے جیسا کہ 1953ء میں India اور ہمارے ہاں 1973ء میں Constituent Assembly نے assume کیا' آپ کو 1973ء کا آئین دے دیا تو اس کے بعد Constitution میں Amendment کرنا کہیں bar نہیں ہے Article 239 is very clear and its Clause 6 tells that you can change it اور completely, even you can change the chapter اور جو بھی آپ چاہیں اس میں

تبدیلی کرلیتے ہیں ۔ اب میں تیسرے نکتے کی طرف آتا ہوں کہ آیا یہ Act of Parliament سے
کیا paragraph (b) of Clause(1) of Article 63 justified ہے یا نہیں ہے either it
is against the Constitution,or it is ultar vires of the Constitution تو میں صرف
یہ گزارش کروں گا کہ میں تھوڑے سے الفاظ میں، اگر آپ پیچھے چلے جائیں اور 8th
Amendment Act کو دیکھیں تو آپ کو Constitution میں Article 41 اور اس کی
clause 7 very clear ہے، میں لے آیا ہوں اور اس میں Clause 7 ہے not
withstanding anything contained in this Article or Article 43 or any other
Article of the Constitution or any other law, General Zia-ul-Haq shall
remain the President.

میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 17th Amendment میں، ان کے پاس
Constitutions ہوں گے ۔ اگر وہ Constitution دیکھیں تو Clause-7 ہے لیکن یہ
Clause-7, Article-41 کی دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس کا paragraph A اور B
ہے، اگر A میں دیکھیں تو Chief Executive کی حالت میں یہ لکھا ہوا ہے کہ when the
President will leave his office,that cap of his as Chief Executive, he shall
resume as the President of Pakistan اس کے ساتھ وہی phrase reproduced ہے
لیکن اس phrase میں alterations ہیں، یہ زیادہ protentiated ہے، یہ یوں read ہوتا ہے
notwithstanding anything contained in this Article or Article-43 or in any
other provision of the Constitution or any other law for the time being
enforced اب اس میں یہ ہے کہ in this Article-43 کے بعد any other article لکھا ہوا تھا،
any other provision نہیں تھی اور ساتھ any other law for the time being کی term
یا اصطلاح نہیں تھی، یہ ایک ایسا phrase ہے جس سے، میں آپ کو عرض کرنا چاہتا کہ جو ممانعت
تھی office of profit کی کہ President صاحب کو Chief of Army Staff کا عہدہ رکھنے کے
لئے جو ہمارے ہاں قدغن ہے Article-41 میں Clause-3, Clause-2 of the Constitution,
of the Constitution. Now, we are viewing that the proviso has been added

Article-62, بعد کے اس اور on to paragraph (B) of Clause-7 of Article-41

260 and Article-244, ہے condonation میں Article-63, Article-270 (AA)

اب ہمارے پاس دستور میں وہ چیز ہے جو Article-240, Article-243, Article-245.

equation of law ہے' اب ہم اگر اس کو دیکھتے ہیں تو کیا اس میں کوئی جز ہے۔ اب اس میں

ایک جز ہمارے MMA اور دوسری پارٹیوں کی عمائدین نے mention نہیں کی۔

یہ کہتا ہے کہ دو سال تک کسی Paragraph (A) of Clause-1 of Article-63

Government service کے بعد وقفہ نہ ہو' اس وقت تک وہ President کا election نہیں لڑ

سکتا۔ یہاں دو چیزیں بتانے کی بڑی اہم ہیں کہ جب President کا election ہو رہا ہوتا ہے تو

اس وقت لفظ President استعمال نہیں ہوتا' a person کا لفظ ہوتا ہے' person shall

bequalified to be elected as a President of Pakistan unless he is 45 years of age and he is duly qualified to be elected as the member of the National Assembly. اب Clause(3) of Article-41 ہے' اس میں یہ ہے' the person who will likely to be elected as the President of Pakistan, shall undergo a process, prescription has given in Article-41, Clause(3) electoral college comprising of two Houses known as Senate and National Assembly and four provincial Assemblies and the second schedule of the Constitution is very much there where the prescription of the procedure of election is there, therefore, we know in this very Article but there is some difference now. 17th Amendment gave birth to other clauses to this Article-8 and 9 and where they were granted by Parliament with two third majority with the consensus of MMA اور میں یہ کہوں گا کہ اس سب میں PML(N) اور Pakistan Peoples Party Parliamentarian, they were not part and parcel to this clause.

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طریقے سے جب President بن رہا تھا تو 8 اور 9 کے تحت دو

ہفتے کے اندر vote of confidence لیا گیا۔ جیسے بھٹو صاحبہ نے کی' اس طریقے سے یہ fiction

now, hereafter undergoing that vote of ' بدلا گیا in reality کو clause

اب یہ دیکھنا ہے confidence, the President is now a Constitutional President.

Article 63(1)(d), Article 63(1)(k) and other disqualification where they کہ جو

are in 260, in 244

اور وہ تمام چیزیں جو Office of Profit ہیں اور وہ contradict کرتی ہیں to become the

اب وہ کہاں ہے اور کیسے ہے تو اس میں صاف سی بات ہے کہ President of Pakistan

Article 43 آپ پڑھیں ۔ The President shall not hold any office of profit لفظ

The President shall not hold any other Office of Profit in the service of ہے

Pakistan or occupy any other position which gives raise to rumuneration

Notwithstanding anything contained یہ معطل ہے for rendering his services.

in this Article means everything contained in Article 4 , including the

اب جو تمام MMA اس پر depend کرتی ہے کہ ہم نے cut of date کی ' proviso.

کیا تھا' accord کس کے درمیان تھا President اور MMA کے۔ اب بات یہ ہے کہ accord

Proviso is less than substansive section of the clause. Paragraph is (b) of

proviso is contained in this Article means یہ تو. Clause 7 of Article 41.

everything contained in this article which was prohibitory and have in

اب اور بھی بہت سارے ہیں' میں Office of Profit has been contained completely.

اسے پڑھ دیتا ہوں کیونکہ وقت تھوڑا ہے' یہ کوئی بھی لکھ لے'۔ میرے بھائی ہیں'

Article 41, read with Article 43, read with Article 62, read میں. Constitution

with Article 63, read with Article 260, read with Article 240, read with

یہیں آ کر رک جاتے ہیں اور Article 243, 244 & 245 and 244 is very pertinent.

The Chief of Army Staff takes oath that he will ۔ نکال لیتے ہیں 3rd schedule

ہے phrase وہی جو میں law ہے equation یہ not take part in the politics.

Notwithstanding anything contained in this Aricle or Article 43 or in any

such provision of the Constitution. آگے ایک اور بڑی چیز ہے کہ وہ جو 8th

amendment میں بات ہوئی تھی اس میں in law تھا for the time being کے لفظ نہیں تھے،

وہاں Article تھا، وہاں آئینی provision کا لفظ نہیں تھا، any provision means

anything contained in part of the Constitution. اب law میں یہ ساتھ read with

representation of people 876, chapter 9, Section 99, sub Section 1(a) میں یہ

جو Paragraph D of Clause 1(A)63 is reproduced as such in sub Section

1(A) in the same number D اس میں کیا ہے، simple میں وہی پڑھوں گا اور یہ جو ہمارے

صحافی اور جو ہمارے بھائی ہیں. انشا اللہ اس بات کو سمجھ جائیں گے کہ اصل مسئلہ کہاں ہے۔اب

مسئلہ سیدھا سا ہے، اس میں کوئی complications نہیں ہیں۔ اب اگر یہ K اور D کو پڑھ لیں تو

اس میں صاف ظاہر ہے "A person shall be disqualified یہ Member of Parliament

کے ہیں، President بن چکے ہیں اور یہ disqualification اس وقت لاگو تھی جب

President صاحب. President بن رہے تھے تو اس وقت یہ inject ہو جاتی تو میں سمجھ لیتا کہ

that was the proper forum, that was the proper time, he could have been

objected to کہ جناب آپ disqualified ہیں even with the vote of confidence

he cannot become the President because you are not qualified to be

elected as a Member of National Assembly, you have got to retire from

service for two years and afterward you could be a candidate and all other

law is applicable. اب وہ military law سے جنرل ہیں، اس سے Chief of Army Staff

بنے ہیں، Military Law 1952 and the rules framed there under R-44

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیئے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ 270AA کی Clause 1 club کر لیں اور

Representation of the People Act کا میں نے بتایا ہے - یہ بڑی سادہ سی بات ہے -

"A person shall be disqualified from being elected as a Member of

Parliament if he holds an office of profit in the service of Pakistan other than declared by law not to disqualify its holder.."

Here is the point. The ratification, at the time of being elected as a President of Pakistan, General Pervez Musharraf was not objected to by anybody. He became the President. Now the Article 43 is very much applicable which has been suspended but in this provision which has been given in the Representation of the People Act

میں یہ election laws لایا ہوں ۔ یہ ۲۰۰۲ء کے ہیں - یہ نوٹ فرمالیں - Volume- I ہے the same provision of law has been taken into this یہ clear cut لکھا ہوا ہے - اور اسی میں یہ بات سیدھی سادی لکھی ہوئی ہے کہ a person shall be disqualified from being elected as a member of an Assembly which was in Clause 2 of Article 41 and if he holds an office of profit in the service of Pakistan other than an office declared by law not to disqualify its holder. اب بات یہ ہے کہ this is a common law, Representation of People Act یہ نکتہ کہ یہ Constitution 2/3rd majority under Article 238 and 239 سے ہی amend ہو سکتا Act of Parliament shall be the act of constitutional amendment act ہے یہ not at all sir. اب اس کے ساتھ یہ اجازت دی گئی ہے if the Parliament by simple law outs that office of profit from the list that is quite possible and is allowed it does not require any amendment in the Constitution. Therefore, in the last I will humbly submit to my brothers, honourable members that let them read this question. They should ponder over it, it is just constitutional, it is legal, it is not ultra vires of the Constitution and law. It is a valid Act which is being made out of this Parliament. اب اس میں صرف دو فقرے میں اور کہوں گا - The democratic order is based on a special spirit

The democratic order is based on a special spirit known as the majority. Majority is the authority in the spirit of democratic system. If anybody who repudiates or defies the majority, hinders the majority's will to be incorporated in any law of Pakistan, it means he does not concede to this system at all. With the majority, with the government and we are giving the second cap to Mr. President as Chief of Army Staff. He is not getting. Here one word has been used very bad, I do beg to differ that on gun point, we have been asked to pass this Bill to give second cap, I deny it. Nobody has asked me, nobody has put gun on my head or chest that if you don't vote for this, you will be shot and therefore, in the last, I will humbly request this is a legal thing and it is the majority will of the people of Pakistan which they seek that the second cap to the President must be given in the present situation, on the ground situation he requires that and we are morally bound to potentiate his power for the sake of the nation and people of Pakistan. I thank you very much.

جناب چیئرمین: مسٹر ثناء اللہ بلوچ۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No, Minister is allowed to speak

we are not having an argument, مناسب کیسے نہیں ہے ۔ جب آپ کی تقریر آئے گی individual points آپ اپنی speeches میں کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ثناء اللہ بلوچ صاحب! آپ اپنی تقریر شروع کریں ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: انہوں نے جو نکات اٹھائے ہیں ان سارے نکات کے

جوابات لازمی ہیں۔

جناب چیئرمین: اپنی تقریروں میں کہہ دیجیے گا۔ پروفیسر صاحب! دیکھیں' ایک ایک چیز کو ہم individually نہیں لے رہے۔ جیسے جیسے تقریریں ہوں گی جوابات دے دیجیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ہر point کا ہر کوئی تو اس وقت جواب نہیں دے گا' یہ سسٹم کہاں ہوتا ہے۔ اپنی تقریروں میں آپ cover کریں گے۔ Personal explanation allow ہوتی ہے اور تو نہیں ہے۔ ثناء اللہ صاحب! آپ تقریر کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک ایک point پر تو نہیں ہو سکتا جی! آپ سب Parliamentarian ہیں' ایک ایک بات پر ہر کوئی نہیں بولتا جب next MMA Speakers بولیں گے تو اس کو cover کرلیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: میں تمام صاحبان سے گزارش کروں گا کہ یہ کوئی سوال جواب نہیں ہوتے ہیں۔ یہ ایک تقریر ہوگئی ہے' دوسری اس کے جواب میں ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: جواب تقریر میں دیں۔ جب آپ کے next speaker بولیں گے تو تقریر میں جواب دیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: ہماری تقاریر گزر چکی ہیں۔

جناب چیئرمین: کیسے تقاریر گزر چکی ہیں ' ایم ایم اے کے بہت سے لوگ ہیں ' آپ کی تقریر گزر چکی ہے آپ کی ساری پارٹی کی تقاریر تو نہیں گزر چکیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: میری درخواست ہے کہ اگر انہوں نے یہ نکات اٹھانے تھے تو اس وقت یہ بحث ہی فضول ہے۔ پھر ایوان سے باہر ساری پارٹیاں اس پر مل کر رائے قائم کرلیں۔ اس کے بعد اس کو لے آئیں۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ انہوں نے سارے نکات اٹھائے اور اس وقت معاہدے کی بات ہوئی ہے اور معاہدے کے خلاف باتیں ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین، میرے علم میں ایسا نہیں ہے ۔ اس کے بعد ایم ایم اے کے speakers کی باری آرہی ہے' وہ ان نکات کا جواب دے دیں۔ مسٹر ثناء اللہ بلوچ۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، شکریہ۔ جناب چیئرمین! ایک دفعہ پھر پاکستان عہد اور بدعہدیوں کے تعلقات پر بحث میں الجھا ہوا ہے۔ کچھ سفید ریش معززین یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ پاکستان میں بڑے بڑے وعدے کیے گئے اور کچھ دوسری جانب تشریف فرما ہمارے دوست یہ فرماتے ہیں کہ پاکستان کے عوام کے ساتھ نہ کوئی وعدہ کیا گیا ہے نہ وہ کسی وعدے کی پاسداری کے پابند ہیں۔ جناب والا! تاریخ کے اندر شاید ایسی بحث ہمیں معاملات کو سلجھانے میں' حل کرنے میں کسی اور وقت کام آئے لیکن اس وقت صدر کا دوسرا عہدہ رکھنے سے متعلق جو بل 2004ء ایوان بالا ' سینیٹ میں' اس وفاق کی علامت ادارے میں بھیجا گیا ہے اس پر تفصیلاً بحث شروع کرنے سے پہلے میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ دوسری جانب بیٹھے ہوئے میرے دوست ' میرے پڑھے لکھے ساتھی علمی بنیادوں پر یا کم علمی کی بنیادوں پر مجھے پتا نہیں کہ وہ جنرل مشرف صاحب کی بہتری میں ' ان کی ترقی میں یا ان کی خیرخواہی میں یہ کام کر رہے ہیں یا یہ وہ دوست ہیں جو آستین کا سانپ بن کر نہ صرف اس وفاق کو ڈسنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ جنرل مشرف نے ان پر جتنی بھی مہربانیاں کیں' ان کے کرپشن کے مقدمات چھپا دیئے' ان کے NAB کے cases ختم کر دیئے انہیں خوبصورت ایوانوں میں دوبارہ براجمان کیا' انہیں اقتدار کی کرسیوں پر دوبارہ زینت دے دی' جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ جنرل مشرف کے خلاف بھی خود سازش کر رہے ہیں ۔ جناب والا! میرے پاس قومی اسمبلی کی standing committee سے بھیجی گئی بل کی پہلی copy پڑی ہے جس کے الفاظ میں آپ کو یہاں پر پڑھ کر سنانا چاہوں گا۔ اگر یہ اتنے عالم ہوتے' اتنے آرٹیکلز زبانی پڑھ کر ہمیں سنا رہے ہوتے تو پھر کم از کم ان میں اتنی عقل اور دانش بھی ہوتی کہ اس وقت اس کے الفاظ صحیح کرکے کم از کم قومی اسمبلی کو بھیج دیے جاتے۔

جناب والا! جب قومی اسمبلی میں یہ بل table کیا گیا تو اس کے الفاظ میں اس کا جو متن تھا دوسرے عہدے کا حامل ' صدر پاکستان کے عہدے کا حامل اپنے عہدے کے علاوہ

پاکستان کی ملازمت میں کوئی دوسرا منافع بخش عہدہ رکھ سکے گا' اس کا حامل نااہل نہیں ہوگا جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے Article 63 کی شق (ا) اور پیرا (d) یا فی الوقت نافذالعمل کسی دوسرے قانون یا کسی عدالت یا tribunal کے فیصلے کے تحت فراہم کیا گیا ہو۔

جناب والا! جب قومی اسمبلی میں یہ Bill table کیا گیا تو اپوزیشن نے نہیں بلکہ سرکار نے کیا۔ جب ان کو یہ پتا تھا کہ Article 63 (1)(d)President کے لیے نہیں بلکہ ایک ایسے President کے لیے criterion set کرتا ہے جو منتخب طریقے سے پاکستان کا President بنتا ہو اور اگر آپ کہیں تو میں Article 63(1)(d) سناؤں گا کہ Article 63(1)(d) میں یہ واضح طور پر درج ہے کہ وفاق پاکستان کا صدر ایک ایسا شخص بن سکے گا جو قومی اسمبلی یا پاکستان کی پارلیمنٹ کا رکن بننے کا اہلیت ہو۔ اول تو یہ ہے کہ جنرل مشرف صاحب پاکستان کی پارلیمنٹ کے رکن بننے کی اہل نہیں رکھتے' ابھی تک نہیں رکھتے۔ انہوں نے یہ صدارت کا عہدہ جو خود ساختہ سا عہدہ ہے' اسے طاقت کے ذریعے سے غیر جمہوری طریقے سے' غیر آئینی طریقے سے اور ایک نام نہاد اور فراڈ کے referendum کے ذریعے خود ساختہ طور پر اپنایا ہے۔ یہ وفاق پاکستان کی جانب سے' پاکستان کی وفاقی وحدتوں کی جانب سے Constitution میں جو صرف ایک criterion ہے' President کے الیکشن کے ذریعے انہوں نے یہ عہدہ نہیں اپنایا ہے۔ اگر وہ Article 63(1)(d) کا reference دیتے ہیں تو جناب والا! صدر پاکستان کو آرمی چیف کے عہدے سے پہلے resign کرنا چاہیے تھا۔ دوسال اپنی ملازمت کے بعد گھر بیٹھنا چاہیے تھا اور اس کے بعد Article63(1)(d) کے مطابق صدر بنتے اور صدر بننے کے لیے ہمارا آئین جو 1973ء کا آئین ہے' یہ بڑا مقدس آئین ہے۔ میں ہمیشہ یہ کہتا رہا ہوں کہ ہم یہاں پر مختلف المزاج لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' ہم ایک کثیر الثقافت معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے جغرافیائی خدوخال ایک دوسرے سے مختلف ہیں' ہمارے لسانی مفادات' ہمارے ثقافتی مفادات' ہمارے معاشی مفادات ایک دوسرے کے ساتھ کافی جگہوں پر Contradict کرتے ہیں لیکن جب پاکستان بنا تھا تو ایک agreement کے تحت' ایک bound کے تحت بنا تھا اور وہ ہے .Constitution اب یہ ہے کہ پاکستان میں تین Constitution آئے۔ کسی بھی Constitution کا احترام نہیں ہوا اور یہ تیسرا Constitution بھی آئے دن پاؤں تلے روند دیا جاتا ہے۔

اس Constitution میں کوئی 280 سے زیادہ articles ہیں - اس میں صدر سے متعلق جو عہدہ ہے اس کو پاکستان کے Constitution میں انتہائی اہمیت کا حامل عہدہ سمجھا جاتا ہے۔ اسے ایک انتہائی غیرجانبدار وفاق کی علامت، وفاق کی تمام اقوام، قومیتوں، علاقے میں رہنے والے لوگوں کے آنسو پونچھنے والا گاڈ فادر سمجھا جاتا ہے۔اسی لیے آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ پاکستان کے اس عہدے کے لیے Constitution کے 41 سے لے کر 49 تک یعنی نو articles 1973ء کے Constitution میں صرف اور صرف صدر کے انتخاب، صدر کے اختیارات، صدر کے دائرہ منصبی سے متعلق ہیں۔ جب ایک صدر کے بارے میں Constitution کے اندر اتنی تفصیل کے ساتھ بات کی گئی ہو، بحث کی گئی ہو تو اس کے بعد پھر یہ جائز نہیں ہے کہ Constitution کی تمام amendments کو، Constitution کے تمام articles کو ایک Act کے ذریعے سے آپ ختم کر کے پاکستان کے وفاق پر ایک خود ساختہ سا کوئی اور نظام نافذ کریں اور وہ صدارتی طرز حکومت، وحدانی طرز حکومت ہو جس پر میں آگے بات کروں گا۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جناب! اس کے بعد جب یہ بل قومی اسمبلی سے Standing Committee کو بھیج دیا گیا تو Standing Committee میں بھی انہی کے دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے بہت سے دوست محترم ایس ایم ظفر صاحب یا دوسرے شاید اس بات سے اتفاق کرتے ہوں اور میں جواب بھی ان سے ہی مانگوں گا، شیر افگن صاحب یا وصی ظفر صاحب تو صرف بات کے گھوڑے ہیں، اصل جو محرک تھے، جو اصل سوار تھے اس Constitution کے جو اس proviso کو لانے میں، 17th Amendment کو design کرنے میں، draft کرنے میں۔ قائمہ کمیٹی یا Standing Committee کو جو رپورٹ دی گئی اور وہاں سے منظور ہونے کے بعد اس میں کافی لفظ تبدیل کر دیئے گئے۔یہ خود سرکار کی اپنی confusion, سرکار کی اپنی قانونی اور آئینی امور پر کم علمی اور شب خون مارنے کی پالیسی کے باعث ہوا ہے کہ وہ جلد بازی میں کرتے ہیں، ان کو سمجھ ہی نہیں آتا کہ ہم وفاق پاکستان کو ہر دوسرے دن ایک بہت بڑی دلدل کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ جب قائمہ کمیٹی میں یہ بل گیا، اکثریت انہی کی ہے Standing Committee میں تشریف فرما دوستوں کی تو انہوں نے اس کے لفظ تبدیل کر دیئے۔ یہ لفظ اس طرح بدل دیئے گئے کہ صدر پاکستان کے عہدے کا حامل اپنے عہدے کے علاوہ Chief of

Army Staff کا عہدہ' جب کہ آپ نے دیکھا ہوگا۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ جب یہ پہلے table ہوا تھا تو اس میں لفظ درج کیا گیا تھا کہ پاکستان کی ملازمت میں کوئی منافع بخش عہدہ' پھر اس کو تبدیل کرکے چیف آف آرمی سٹاف کا عہدہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس میں Article 63 (d) (1) ڈال دی گئی اور اس کے بعد Article 41 کی شق ، کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ Article 41 کی جو شق ، ہے یہاں پر وہ بڑی واضح ہے کہ جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹیو کا عہدہ اور اس کے بعد اس نے جو پاکستان کے عوام کے ساتھ وعدہ کیا تھا اس سے متعلق ہے کہ وہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ میں چیف آف آرمی سٹاف کا عہدہ چھوڑ کر صرف صدارت کا عہدہ رکھیں گے۔ حالانکہ یہ بات بھی ہے کہ پاکستان کی federation اس وقت تقسیم ہے۔ اس وقت نصف سے زیادہ پاکستان' اس وقت اکثریت پر مشتمل پاکستان ان کو تو صدر بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب والا! ہم قانون اور آئین پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمیں تو غدار ابن غدار کے القابات دیے جاتے ہیں کہ ہم پاکستان کے اندر قانون شکن ہیں' ہم آئین شکن ہیں' ہم غدار ہیں کیونکہ ہم حقوق کی بات کرتے ہیں۔ سرکار کی فہرستوں اور خفیہ اداروں کی فہرستوں میں تو ہم غدار ابن غدار ہیں لیکن کیا یہ خود آئین شکنی نہیں کر رہے کہ دستور میں عوام کے ساتھ ایک وعدہ کرتے ہیں اور آپ Article 41 سے لے کر Article 49 تک کا خیال رکھے بغیر ان اختیارات سے تجاوز کرکے ایک خود ساختہ صدر بن جاتے ہیں۔ تو اس میں جو Article 41 ہے وہ تو صدر کے انتخاب سے پہلے کا ہے۔ اگر Article 63 (1) (d) کے تحت آپ qualify کرتے ہیں تو پھر آپ Article 41 کے تحت صدر کے عہدے پر پورا اترتے ہیں اور اس کا election لڑ سکتے ہیں۔ اس کے بعد اس میں Article 42 ہے۔ میں آپ کو Article 41 کے سیکشن 2 کا حوالہ دیتا ہوں جس میں واضح طور پر یہ لکھا گیا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک صدر کی حیثیت سے انتخاب کا اہل نہیں ہوگا تاوقتیکہ وہ قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا اہل ہو۔ اسی طرح Article 42 جو ہے وہ صدر کے حلف سے متعلق ہے۔ میں اگر آپ کو صدر کا حلف پڑھ دوں کیونکہ اس آئین کے تحت بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو یہاں پر بولتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ یہ بڑے ساکت لفظ ہیں۔ Constitution کے اندر لفظوں کی جو گنی چنی تعداد ہے وہ ایک ہزار' ڈیڑھ ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ پاکستان کے ۱۵

عوام پر اس آئین کی حکمرانی اس لئے تقویت پاتی ہے کہ اس میں ہر لفظ کی ایک اہمیت ہے۔ ہر لفظ یہاں پر بولتا ہے۔ ہر لفظ محسوس کیا جاتا ہے۔ ہر لفظ یہاں پر زندگی کے آثار دیتا ہے۔ میں یہاں پر جو صدر کا حلف ہے وہ آپ کو سنانا چاہوں گا " کہ میں صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت و توحید قادرمطلق اللہ تبارک و تعالیٰ، کتاب الہیٰ جن میں قرآن پاک خاتم الکتب ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت خاتم النبین جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، روز قیامت اور قرآن پاک و سنت کی جملہ مقتضفات و تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا"۔ یہ وہی ہے کہ اگر Article 41 کے تحت منتخب ہوتا ہے تو یہ حلف لیتا ہے " کہ بحیثیت صدر پاکستان میں اپنے فرائض و کار ہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور" یہاں پر جناب! اگر حلف لیا جاتا تو دستور کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ جی میں قسم لیتا ہوں میں ٹھیک ٹھاک کروں گا۔ دستور وغیرہ کا ذکر نہیں آنا چاہیے تھا۔ دستور کا ذکر اس میں ڈال دیا گیا ہے کہ آپ جب دستور کے تحفظ کی قسم اٹھائیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ پاکستان کے وفاق کو تحفظ فراہم کریں گے۔ اس میں لکھا ہوا ہے " کہ دستور اور قانون کے مطابق ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا"۔ اس کے بعد لکھا ہوا ہے " کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ و دفاع کروں گا۔ کہ میں ہر حالت میں، ہرقسم کے لوگوں کے ساتھ بلا خوف و رعایت بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا"۔

جناب والا! جب ایک صدر اپنے عہدے کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا تو وہ پاکستان کے ۱۵ کروڑ عوام کے ساتھ کیا انصاف کرے گا۔ ایک صدر خاتم النبین، آخری کتاب، سرور کونین اور خداوند تبارک و تعالیٰ کی ذات کو حاضر و ناضر جان کر لوگوں کو یہ باور کرواتا ہے کہ میں پاکستان کے دستور کے برخلاف کوئی بھی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ جناب والا! پھر آئین اس کی کیسے اجازت دیتا ہے؟ کہ وہ تمام آئینی احکامات کو مسترد کرکے اپنے چند مشیروں کے کہنے پر ایک act کے ذریعے سے پاکستان کے تمام system کو تباہ و برباد کرے۔ لہذا جناب والا! وہ Article 41 کی violation کے بھی مرتکب ہوئے ہیں اور Article 42 کی، جو ان کا حلف ہے،

violation کے بھی مرتکب ہوئے ہیں ۔ جناب والا! آپ بھی ایک مقدس ایوان کی صدارت کررہے ہیں۔ آپ کے عہدے ،صدر پاکستان کے عہدے ، چیف جسٹس کے عہدے ، سپیکر کے عہدے اور ہمارے سینیٹ آف پاکستان کے سارے فرائض منصبی اداکرنے کے عوض جو ہمیں تنخواہیں ملتی ہیں، یہ عوام کے taxes سے ملتی ہیں۔جو taxes ہمیں عوام سے ملتے ہیں، یہ کسی کے گھر سے نہیں آتے۔ یہ اکثریت کے گھر سے نہیں آتے ہیں۔ جناب والا! یہ بات آپ کے خیال میں ہونی چاہیے کہ یہ حکومت کے گھر سے نہیں آ رہے ہیں۔ یہ ساری تنخواہیں اور ساری مراعات جو آپ ، صدر پاکستان، ایوان بالا، ایوان زیریں اور سپریم کورٹ لے رہا ہے ، جناب والا! یہ Federal Consolidated Fund سے واجب الادا رقم ہے۔پاکستان کا ہر غریب انسان جو ننگا اور پاکستان کا ہرغریب انسان جو پہننے کے لئے جوتے نہیں رکھتا ، جس کے تن بدن پر کپڑے بھی نہیں ہیں، انصاف سے عاری ہے، جمہوریت سے عاری ہے، اسے اخلاقی طور پر تباہی و بربادی کی طرف دھکیلا جا رہاہے اور وہ خودکشی کرنے پر مجبور ہےلیکن اتنی مجبوریوں کے باوجود بھی وہ اپنے خون پسینے کی کمائی سے taxes دیتاہے اور اس کے بعد آپ کو ، صدر پاکستان اور ان سب کو ، اداروں کوتحفظ فراہم کرکے آپ لوگوں کی تنخواہیں فراہم کرتا ہے۔اس کے لئے Article 81 ، میرے خیال میں شاید اس کی بھی ضرورت پڑ جائے اور یہ میں آپ کو سنا دیتا ہوں کہ Article 81 کہتا ہے کہ Federal Consolidated Fund سے جو واجب الادا رقم ہے، یہ آپ کو اس لئے دی جاتی ہے کہ جناب والا! صدر پاکستان صرف اکثریت کا صدر نہ بنے، آپ اکثریت کے چیئرمین نہ بنیں، آپ اکثریت کے حکمران نہ بنیں۔ جس طرح شیر افگن خان نے ابھی کہا ہے کہ might is right اکثریت جس طرح بھی کرنا چاہے، کرسکتی ہے۔ شیر افگن صاحب! آپ کر سکتے ہیں ، حکومت کرسکتی ہے ۔ ہمیں اس سے انکارنہیں ہے کہ حکومت کی مرضی ہو اور اکثریت اس کے پاس ہو تو جس طرح کے کام چاہے، وہ کرسکتی ہے۔ لیکن صدر پاکستان کو غلط آئینی اور قانونی راستے دکھانے کے ذمہ دار آپ ہیں۔ آپ غیر آئینی اقدامات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔آپ توہین آئین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں صدر پاکستان بڑی خوشی سے اور بڑے پرمسرت طریقے سے اس سارے غیر آئینی عمل کو اکثریت کی طرف سے تسلیم کر رہا ہے۔ آپ اول تو صدرنہیں ہیں۔ چلو، مان لیا کہ آپ defecto اس ملک کے صدر ہیں۔ اگر آپ صدر بھی ہیں تو پھر آپ

defecto position کو اس طرح پراگندہ تو نہ کریں۔ اسے اس طرح مذاق کا باعث نہ بنائیں یا پاکستان میں ایک tradition یا ایسی روایت کو تو نہ بنائیں جس کے تحت صدر اکثریت کا صدر ہو۔ اس لئے جناب ! آپ محسوس کر رہے ہوں گے کہ 12 اکتوبر 1999ء کے بعد سے پاکستان اکثریت اور اقلیت میں تقسیم ہو کر رہ گیا ہے۔ وفاقی پاکستان، وفاق پاکستان نہیں رہا۔ وفاق پاکستان اقلیت اور اکثریت میں تقسیم ہو کر رہ گیا ہے۔ پنجاب اسمبلی سے پاس ہونے والی قرار داد جو پاکستان کی اکثریت کی reflection کرتی ہے، اس کو پورے پاکستان کے عوام پر ٹھونسنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پہلی قرار داد پنجاب اسمبلی سے آئی کہ جناب والا! referendum کروایا جائے اور جنرل مشرف کو referendum کے ذریعے صدر بنوایا جائے۔ اس کے بعد پہلی قرارداد پنجاب اسمبلی سے آئی کہ جناب والا! صدر کے لئے قرار دادیں پاس کروائی جائیں، منتیں مانی جائیں، خیراتیں بانٹی جائیں کہ وہ واشنگٹن جا رہے ہیں ۔ لہذا ان کو ایک ligitimate صدر بنانا ہے۔ تیسری قرارداد بھی پنجاب اسمبلی نے initiate کی کہ آپ صدر پاکستان ہیں۔ پاکستان کے ایسے برے حالات ہیں کہ استحکام پاکستان کو خطرہ ہے ، پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدیں خطرات سے دوچار ہیں لہذا آپ وردی پہن کر رکھیں ۔ جناب والا! وفاق majoritarian role کے تحت یا اکثریتی قوانین کے تحت نہیں چلتے ہیں بلکہ متفقہ قوانین کے تحت چلتے ہیں۔ وہ ایسے سنجیدہ قوانین کے تحت چلتے ہیں جو سب کے لئے قابل قبول ہوں۔ لیکن آج چوہدری پرویز الہی صدر کے آنسو پونچھنے کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ دیکھ رہے ہیں کہ جب بلوچستان کے لوگوں کی بات نہیں سنی جاتی تو پھر وہ اپنے غم و غصے کا اظہار کسی اور طریقے سے کرتے ہیں۔ جب سندھ کے محروم لوگوں کی بات نہیں سنی جاتی تو وہ اپنے غم و غصے کا اظہار کسی اور طریقے سے کرتے ہیں، جب وانا کے انسانوں کے مسائل کو سمجھنے کی ، جب پشتونوں کے مسائل کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی تو وہ اپنا ردعمل کسی اور طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ جب جنوبی پنجاب کے سرائیکیوں کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو وہ اپنا ردعمل کسی اور طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ اگر ایک غیر جانب دار صدر ہوتا۔۔۔ میرا پارلیمنٹ کا آٹھ سال کا تجربہ ہے ۔ میں آج تک کیوں جنرل مشرف کے پاس نہیں گیا کہ جی آپ یہ یہ ہمارے مسائل حل کر دیں۔ اس لیے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ وفاق پاکستان کے اندر خود جانبدار ہے۔اس نے ایک جانبدارانہ رویہ

اپنایا ہوا ہے۔اس نے ایک جانبدارانہ طریقہ کار اختیار کیا ہوا ہے۔وہ جانبداری کی بنیاد پر صدارت کے مقدس عہدے کو چلانے کی کوشش کر رہا ہے۔وہ جانبداری کی پالیسیوں کو پاکستان کے سنجیدہ، مہذب، تاریخی ، جغرافیائی حقیقت رکھنے والے لوگوں پر مسلط کرنا چاہتا ہے، اس لیے تو ہم میں سے کوئی اس کی طرف نہیں بڑھتا۔اگر یہاں پر ایک غیر جانبدار صدر ہوتا جو ہم سب کے آنسو پونچھنے کا باعث بن سکتا، ہمارے معاملات سمجھنے کی اس میں استطاعت ہوتی،جو اعلیٰ ، مدبر اور ایک تصوراتی خیال پاکستان کے بارے میں رکھتا تو کوئی ذی شعور پاکستانی اس کے پاس جانے سے نہ کتراتا۔آج آپ مجھے---

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب ! میرا آدھا گھنٹہ ہے---

جناب چیئرمین، نہیں میرا خیال ہے وہ کم ہوا ہے--

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، نہیں، اگر میں relevant نہیں ہوں--

جناب چیئرمین،جو agree ہوا تھا۔ پھر آپ کے باقی ساتھی رہ جائیں گے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، اگر وہ جانبداری کا مظاہرہ اسی طرح کرتے رہیں گے تو مجھے یہ خطرہ ہے کہ وفاق پاکستان ان کے فیصلوں کے باعث خطرات سے دوچار ہو سکتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ پاکستان بیرونی طور پرخطرات سے دوچار نہیں بلکہ اندرونی طور پرخطرات سے دوچار ہے۔ آج جو پالیسیاں ہیں اسلام آباد کے ایوانوں میں تشریف فرما ہمارے دوستوں کی اور کچھ ہمارے خفیہ اداروں کی جو پالیسیاں ہیں وہ استحکام پاکستان کے لیے خطرہ ہیں۔آپ نے بنگالیوں کی بات نہیں سنی، اس وقت ایک جمہوری وفاق بنانے کی کوشش نہیں کی؛ پاکستان خطرات سے دوچار ہوا اور اس کا نتیجہ آپ نے دیکھا۔آج آپ بے شک جتنے ذہین ہوں، جتنے قابل ہوں، آپ کے پاس ہتھیاروں کی وافر مقدار ہو ، آپ کے پاس بکتر بند بنکر ہوں ، آپ کے پاس بکتر بند گاڑیاں ہوں، آپ کے پاس F-16 ہوں، آپ کے پاس نیوکلیئر assets ہوں لیکن جناب والا! آپ کے پاس سنجیدہ اور سرد دماغی سے، روشن خیالی سے سوچنے والی نکر نہیں ہوگی تو مجھے نہیں لگتا کہ یہ ملک بیرونی اور اندرونی خطرات سے آزادی اور نجات حاصل کر پائے گا۔ آج حکمران خود اس ملک کے

لیے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ آج بیرونی دنیا میں پاکستان کے بارے میں جو خبریں چھپتی ہیں وہ یہ نہیں ہیں کہ پاکستان کی معیشت اتنی تیزی سے grow کر رہی ہے پاکستان کی صنعت اتنی تیزی سے فروغ پا رہی ہے پاکستان اخلاقی سطح پر اتنی بلندی کی منازل طے کر رہا ہے پاکستان نے تعلیمی سطح پر ایک بڑا take-off لیا ہوا ہے پاکستان کے اندر لوگ باہم بھائی چارے کی زندگی گزار رہے ہیں۔جناب والا! اس وقت بھی اگر پاکستان بیرونی دنیا میں خبروں کی زینت بنا ہوا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے حکمران اپنے تن بدن کے کپڑے اتارنے پر تیار نہیں ہیں۔ گزشتہ تین سالوں سے مقدس ایوانوں کو یرغمال بنا کر کبھی اپنے جوتوں کے لیے قانون سازی کرواتے ہیں، کبھی اپنی وردی کے تحفظ کے لیے قانون سازی کرواتے ہیں کبھی اپنی تنخواہوں کے لیے قانون سازی کرواتے ہیں، کبھی کسی اور مسئلے پر قانون سازی کرواتے ہیں۔جب کہ صدر پاکستان ماہ رمضان میں جس وقت افطاری کے بعد لوگ بیچارے تھکے ہارے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، تقریر کر کے کہتا ہے کہ کشمیر میں سات ریجن ہیں، کشمیر میں بدھ بھی رہتے ہیں، ہندو بھی رہتے ہیں ۔ ارے بھئی جب آپ کو پتا تھا کہ بدھ بھی رہتے ہیں، ہندو بھی رہتے ہیں تو پھر کارگل کا واقعہ آپ نے کیوں شروع کیا؟ آپ تو سری نگر فتح کرنے چل پڑے تھے ۔ آج آپ کہتے ہیں کہ ادھر بدھ بھی رہتے ہیں، سکھ بھی رہتے ہیں، فلاں بھی رہتا ہے، مسلم تو بیچارے بڑے کم ہیں۔ آپ نے کشمیریوں کے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا۔ ان کی ماؤں ، بہنوں کی آہ و فغاں کے بارے میں آنے والی تاریخ میں آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ نے ان کے ساتھ کیا کیا اور اس کے بعد آپ اپنے آپ کو وفاق پاکستان کی علامت ظاہر کر کے تقریر کرتے ہیں کہ سندھی جاہل ہیں۔ سندھیوں کو پتا نہیں ہے کہ کالاباغ ڈیم کے کیا فائدے ہیں۔سندھی احمق ہیں۔سندھیوں کو احمقوں کی دنیا سے نکل جانا چاہیے ۔ کالا باغ ترقی کا مظہر ہے۔ کالاباغ ڈیم یہ ہے ۔ آپ ایک صوبے کی وکالت کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسری بار آپ کہتے ہیں کہ یہ پشتون کیا ہیں؟ ان کو کیا پتا ہے؟یہ کیا جانتے ہیں؟ یہ تو جاہل ہیں، میں جانتا ہوں۔ ہم ہیں .original leader آپ نے جناب! اس کا چہرہ دیکھا ہوگا، اس کا style دیکھا ہوگا۔ میرے پاس تصور ہے، میں جانتا ہوں کہ اگر بھاشا ڈیم بنے گا تو چارسو کلو میٹر قراقرم ختم ہوگا، اگر بھاشا ڈیم بنے گا تو ٹرانسمشن لائن اتنی طویل ہوگی کہ اس میں energy losses ہوں گے ۔17794 میگاواٹ بجلی آپ بنا رہے

ہیں۔ ابھی بھی آپ کے energy losses 54% ابھی ہیں۔ کیا آپ کو یہ پتا ہے صدر پاکستان کی حیثیت سے ، آپ نے کبھی دو چار روپے فوج کی تنخواہوں سے نکال کر ٹرانسمشن لائنوں کی بہتری کے لیے واپڈا کو دیئے ہیں، کبھی ریلوے کو دیئے ہیں اور آپ دوسری طرف کہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ بلوچ کیا ہیں؛ غدار ہیں۔ Baloch Liberation Army بنائی ہے۔ آزادی کی تحریک چلا رہے ہیں اور یہ پاکستان میں رہنا نہیں چاہتے ہیں۔ میں ان کو دیکھوں گا۔ ان کو سبق سکھاؤں گا۔ جناب والا! یہ لہجہ نہیں ہوتا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ امریکہ جیسی super power اپنے اسی احساس برتری کی وجہ سے آج دنیا میں کتنی دلدلوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ اگر اسلام آباد اسی احساس برتری کا شکار ہوگا تو یہاں پر تاریخی اور جغرافیائی طور پر رہنے والی قومیں نہ احمق ہیں ، نہ بیوقوف ہیں، نہ جاہل ہیں، نہ کمزور ہیں اور نہ ہی کسی ایسے صدر کو برداشت کریں گی جو صرف ایک صوبے کی وکالت کے لئے اور ایک صوبے کی دلالت کے لئے چھوٹے صوبوں کے وسائل پر قبضے کی بات کریں اور ان کو دھمکی آمیز لہجے میں مخاطب کریں۔ وہ اگر defecto صدر پاکستان ہیں تو پھر بھی اس کو آئین اور قانون کے ادارے میں رہتے ہوئے اپنا تو جو لب و لہجہ ہے ، اپنا جو رویہ ہے، اپنی جو policy ہے، اس کو review کرنی پڑے گی۔ ورنہ جناب والا! ہو سکتا ہے دو چار سرکٹ جائیں۔ لیکن کوئی بھی اس طرح کی احساس برتری کے برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ نہ سندھی اس طرح کی احساس برتری اور ایسی دھمکیوں میں آنے والے ہیں، نہ بلوچ ایسے احساس برتری اور ایسی دھمکیوں میں آنے والے ہیں۔ نہ غیور پشتون ایسی دھمکیوں میں آنے والے ہیں، نہ آپ سرائکیوں کو اس طرح زیر کرسکتے ہیں۔ آپ کو اپنے لہجے میں تبدیلی لانی پڑے گی اور ہم یہاں جنرل مشرف کی خواہش، خفیہ اداروں کی خواہش کی وجہ سے اس ملک کا حصہ نہیں بنیں گے کہ وہ ہماری زندگیوں کے لئے ، ہماری خواہشات کے لئے، ہمارے مستقبل کے لئے پالیسی پر عمل کرتے رہیں۔ یہ آئین ہے جناب۔ میں کافی دفعہ اس کو لہرا چکا ہوں۔

آپ Article 41 سے لیکر Article 49 کو negate کرتے ہیں، اس کی مخالفت کرتے ہیں اور آپ صدر کے عہدے پر فائز ہوتے ہیں۔ آپ Article 160 کے تحت National Finance Commission نہیں بناتے ہو۔ سال کی منصفانہ تقسیم نہیں کر سکتے۔ آپ اپنی وردی کے تحفظ کے لئے ہر دوسرے تیسرے مہینے ایک Bill لے آتے ہیں اور جناب یہ جو Bill لایا

گیا ہے، اب میں آپ کو بتاؤں اور Article 43 پر میں آنا چاہوں گا۔ Article 42 میں اس کا حلف ہے اور اس میں جو انہوں نے ذکر نہیں کیا Bill میں جو سب سے بڑی خامی ہے جو جنرل مشرف کو خود ایک دلدل میں دھکیلنے کا باعث ہے۔ جناب! Article 41 صدر کے free election کے requisites کو determine کرتا ہے جبکہ Article 43, وہ Article 41 نہیں ہے جو آپ لوگوں نے ڈالا ہے۔یہ Article 43 ہے جو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ صدر پاکستان' Article 43 آئین کا صفحہ ۲۲ ہے جس میں واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ صدر ' پاکستان میں کسی منافع بخش عہدے پر فائز نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی دوسری حیثیت اختیار کرے گا جس میں خدمات کے صلے میں معاوضہ حاصل ہو۔ جناب والا! Chief of Army Staff کا عہدہ Article 260 کے تحت آپ پڑھ لیں۔ یہ Article 260 ہے ملازمت پاکستان' ملازمت پاکستان سے وفاق یا کسی صوبے کے امور سے متعلق کوئی ملازمت ' آسامی یا عہدہ مراد ہے اور اس میں کوئی پاکستان ملازمت' مسلح افواج میں ملازمت اور کوئی دوسری ملازمت شامل ہے۔ یہ منافع بخش عہدہ ہے۔ آپ نے اب اس میں دوسری reading جو Standing Committee سے approve کروائی ہے اس میں آپ نے منافع بخش کا لفظ نہیں ڈالا۔ آپ نے اس ماہ رمضان میں سارے پاکستان پر قیامت برپا کرکے ہم لوگوں کو اکٹھا کیا ہے کہ آئین اور قانون سازی کریں۔ کل ایک شخص انہی galleries سے اٹھ کر supreme court میں جائے گا۔ وہ کہے گا کہ جناب! اب supreme court کو خدا کرے تھوڑا سا رمضان کے صدقے، پاکستان کے آئین اور قانون کی تباہ حال صورتحال کا خیال آئے، اگر ان کو کوئی تشریح کے لئے request کرے کہ آپ Article 41 کی تشریح کریں، یقیناً میں نہ وکیل ہوں نہ میں کوئی جج ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ Article 41 صدر بننے سے پہلے apply ہوتا ہے۔ اس کے بعد Article 42 اس کا حلف ہے۔ Article 43 اس کے کارہائے منصبی ہیں۔ اس پر پابندیاں ہیں کہ جی یہ پابندیاں اس پر لاگو ہیں۔ آپ نے Article 43 کا اس میں کہیں پر بھی ذکر نہیں کیا۔ یہ second reading جو قائمہ کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ہمارے پاس آئی ہے، قومی اسمبلی سے منظور ہوئی ہے اور یہاں پر ہمارے سامنے رکھ دی۔ اس میں Article 43 کا ذکر ہی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم آپ کوئی خیر کا کام کسی کے لئے کرنے جا رہے تھے۔ جناب! میں ایک مثال دینا چاہوں گا۔یہاں پر 80% لوگ جو مجھے نظر

آتے ہیں ان میں سے اکثریت، کچھ قومی اسمبلی میں تھے، کچھ کسی جگہ پر تھے کسی نہ کسی شکل میں وہاں پر پارلیمانی پارٹی کی ایک میٹنگ چل رہی تھی۔ عبدالستار لالیکا آنسوؤں سے رو رہا تھا جب اس کا judiciary کے ساتھ جھگڑا ہوا کہ میاں نواز شریف صاحب، میں قربان، میرا باپ قربان، میرا دادا قربان، میری نسلیں قربان، ہم تمہیں قسم خدا کی گرنے نہیں دیں گے۔ ہم ان (xxx)۔ ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ اتنا برتری کا مظاہرہ کر کے انہوں نے نواز شریف صاحب کو آسمان پر چڑھا دیا کہ بعد میں اس بیچارے کی آنکھیں پیشانی پر آگئیں۔ وہ پیچھے چلی گئیں، اسے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ اس وقت بھی ہم نے کہا تھا کہ یہ وہ مہرے ہیں جو اپنے بادشاہ کو سب سے پہلے لڑاتے ہیں۔ آج مجھے یہ لگ رہا ہے کہ یہ وہ مہرے ہیں شطرنج کے جنہوں نے ہمیشہ قائم رہنا ہے ان کو پتا ہے نواز شریف آنے جانے والی چیز ہے۔

جناب چیئرمین، تقریر ختم کریں، وقت ختم ہو رہا ہے۔

سینیٹر ثنا اللہ بلوچ، نہیں جناب۔ میرے ابھی دس منٹ رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں، آپ کا آدھا گھنٹہ پورا ہو گیا ہے۔

سینیٹر ثنا اللہ بلوچ، جناب! مجھے علم ہے (xxx) لیکن ان میں سے اکثریت کسی اور حکمران کو کہیں گے کہ ہم نے کہا تھا کہ اس میں flaws ہیں، ہم نے کہا تھا اس میں خامیاں ہیں لیکن اس کو پتا نہیں کون اس level تک لے آیا تھا۔

(مداخلت)

Mr . Chairman: I think we should restrict ourselves to the words that are appropriate and relevant also there is decorum of this House and the speaker of the House.

بہرحال دو منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر ثنا اللہ بلوچ، جناب میں اس کو ختم کرتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، رمضان کے مہینے میں it is special for the Supreme

---

+ [(xxx) Words expunged by the Orders of Mr. Chairman.]

Court یہ الفاظ حذف ہونے چاہئیے۔

Mr. Chairman: All irrelevant remarks should be expunged.

سینیٹر ثنا اللہ بلوچ: چلو شکر ہے سپریم کورٹ کے تقدس کا ان کو احساس ہے۔ جناب والا! پاکستان اس وقت کس صورتحال سے دوچار ہے۔ اول تو یہ ہے کہ میں سیاست کا ادنٰی سا طالب علم ہوں، وفاق پاکستان کے سب سے محروم، مظلوم، محکوم علاقے سے میرا تعلق ہے جس کے انسانوں کو تیسرے درجے کا شہری بھی نہیں سمجھا جاتا۔ اس وفاق پاکستان میں ایک پارلیمانی، جمہوری وفاق کی بنیاد پرجو ہماری خواہشات اگر حل ہوں تو ہم سب اکٹھے رہ سکتے ہیں، ایک ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں لیکن مجھے یہ سمجھائیں تو سہی کہ صدر پاکستان نے گزشتہ دو برسوں میں تین وزیراعظم تبدیل کئے اور تینوں وزیراعظم پنجرے میں بند ہیں، ہتھکڑیاں لگی ہوئی ہیں، ان کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں، ایک وزیراعظم بھی ٹی وی پر آکر تقریر نہیں کرتا کہ وفاق پاکستان کے خدوخال یہ ہیں۔ وفاق پاکستان کے قاعدے اور قوانین یہ ہیں۔ وفاق پاکستان میں انسانوں کے فرائض یہ ہیں، وفاق پاکستان میں اختیارات کی تقسیم اور اختیارات کے ارتکاز کا level اور structure یہ ہے۔ میں آج تک دیکھنے سے قاصر ہوں کہ میں وفاق پاکستان کے نمائندہ وزیراعظم کو عوام سے مخاطب ہوتا ہوا سنوں۔ ہر پالیسی صدر کی طرف سے آرہی ہے۔ جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کیا پاکستان میں صدارتی طرز حکومت رائج ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: میں ختم کر رہا ہوں، یہ میرا آخری نقطہ ہے۔ جناب! کیا پاکستان میں وحدانی طرز حکومت نافذ کر دیا گیا ہے کہ پاکستان کے عوام کی تمام پالیسیاں، پاکستان کے عوام کی منشا، یہ جمہور کی منشاء جو 1973 کے آئین کا preamble ہے، جو motive part ہے اس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ پاکستان جمہور کی منشا سے چلے گا لیکن یہاں پر جمہور کی منشا سے تو نہیں چل رہا، یہاں جموروں کی منشا سے چل رہا ہے۔ ادھر کچھ جمورے پاکستان کے عوام کی منشا پر قابض ہوگئے ہیں لیکن میں یہ آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایس ایم ظفر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میرے دوسرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، رانجھا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں،

خدا کے لئے ایک مستحکم پاکستان کے لئے، ذاتی مفادات سے ہٹ کر اگر خوشامدوں پر ہم اتر آتے، آپ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے خدا کی قسم، ہم جنرل مشرف کی ایسی تعریف کرتے کہ دو دو وزارتیں بھی اپنے ساتھ رکھ سکتے تھے۔ جناب! میں یہ گزارش کروں گا اور کہنا چاہوں گا جس طرح عبداللہ ریاڑ صاحب نے کہا تھا کہ خدا کے لئے کوئی پانچ چھ لوگ باضمیر نکل آؤ، پاکستان اگر اس وقت خطرے میں ہے تو وہ تمہارے اور ہمارے رویے کی وجہ سے ہے۔ ہم اگر حکمرانوں کی اس طرح کی خواہشات کو دوام دیں گے تو پاکستان مزید مشکلات کا شکار ہو گا۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے۔ مولانا راحت حسین۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (عربی) جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے اس حساس نوعیت کے مسئلے پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں معاہدات اور وعدے کی پاسداری کے متعلق بات کروں گا۔ باقی جتنی بھی تفصیل سے اپوزیشن کی طرف سے اور ہمارے معزز اراکین کی طرف سے بات ہوئی، اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ پروفیسر خورشید صاحب نے، ثناء صاحب نے اور ہمارے دیگر معزز اراکین نے آئین کی شقوں پر تفصیلی بات کی ہے۔ اصل بات جو ایک معاہدے کی صورت میں ہوئی، میں اس کے متعلق اور اس کی اہمیت پر تھوڑی سی گفتگو کروں گا۔ معاہدے کی اہمیت اور پھر ایک ایسی شخصیت جو ملک پر قابض ہو، حکمرانی پر قابض ہو، ان کا وعدہ اور ان کا معاہدہ وہ اپنی ایک حیثیت رکھتا ہے۔

جناب چیئرمین! خود جنرل مشرف صاحب نے ٹیلیویژن پر آکر اس معاہدے کا تذکرہ بھی کیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ میں مجلس عمل اور مذاکراتی کمیٹی کے ممبران کو خوش آمدید کہتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آیت بھی اس وقت تلاوت ہوئی، معاہدات کے بارے میں۔ جب ایک قوم کے بڑے، گاؤں کے بڑے نمبردار یا ملک کا بڑا سربراہ اس طرح کے معاہدات کی پاسداری نہ کرے تو پھر عام لوگوں سے یا عام انسانوں سے ہم کیسے یہ منوا سکتے ہیں یا اس سے کیسی توقع کر سکتے ہیں کہ آپ اپنے وعدے کی پاسداری کریں۔

جناب چیئرمین! صدر کا یا جنرل مشرف صاحب کا وہ تقریر کا خاکہ بھی پروفیسر خورشید

صاحب نے یہاں بیان کیا اور پھر ہمارے انتہائی قابل احترام جناب ایس ۔ ایم ۔ ظفرصاحب کی کتاب کے حوالے بھی دئیے ۔ خدانخواستہ ہم اس تصور میں بھی ہیں اور اس خدشے میں ہیں کہ آئندہ کے لئے ایسا نہ ہو کہ ایس ایم ظفر صاحب کی کتاب میں بھی ترمیم کی جائے اور اس پر بھی ترمیمی بل لایا جائے۔ اللہ رب العالمین اس کی کتاب کی بھی حفاظت کرے اور اس کی خودداری کی بھی حفاظت کرے ۔

جناب چیئرمین! اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے معاہدات کے بارے میں (عربی) وعدے کی پاسداری کرو اس کے متعلق جواب طلبی ہوگی' باز پرس کی جائے گی اور جناب رسول اللہ کا ارشاد ہے (عربی) اس کا کوئی ایمان اور دین نہیں جو وعدے کا پاسدار نہ ہو۔یہاں ہمارے جتنے بھی ممبران ہیں' معزز اراکین ہیں وہ آئین کی دفعات کے متعلق ان کی شقوں اورصفحات کو سامنے رکھتے ہیں۔ سب سے بہتر آئین اور دستور دنیا کے اندر قیامت تک جو ہے وہ قرآن کریم ہے ۔ مولانا روم اس کے متعلق فرماتے ہیں (فارسی) جس میں نہ کوئی معنوی تحریف کرسکتے ہیں نہ کوئی لفظی تحریف کرسکتے ہیں اس آئین کی سورۃ مومنین کے اندر مومنین کی جتنی بھی صفات بیان کی گئی ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے (عربی) مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی امانت اور وعدے کا پاسدار ہو اور اللہ رب العالمین نے فرمایا (عربی) اے ایمان والو! وہ بات نہ کہا کرو جس پر آپ خود عمل نہ کریں۔ (عربی) اور اللہ رب العامین کا یہ ارشاد ہے کہ یہ تو بڑے غضب کی بات ہے کہ آپ جس بات کو کہہ دیتے اور پھر نہیں کرتے' اس پر عمل نہیں کرتے۔ جناب! آخر میں' میں یہ بات کہوں گا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (عربی) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین علامات بیان فرمائیں اور ساتھ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا (عربی) کہ روزے بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے اور ساتھ آپ یہ بھی یقین کریں کہ مسلمان ہے' گمان بھی یہ کرے (عربی) جب وہ اس امانت میں خیانت کرے (تلاوت) جو بات کہے جھوٹ بولے (عربی) اور جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے تو آپ یقین کریں' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (عربی) یہ پھر منافق طمع کی مثال ہے کہ جب بات کہے ' اس میں جھوٹ بولے' امانت میں خیانت کرے۔ یہ آئین قوم کی امانت ہے' یہ مقدس امانت ہے اور اس آئین کے ساتھ اس کو ایک ذاتی ڈائری تصور کیا جا رہا ہے'

اس کو ایک ذاتی ڈائری بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ ملک کے آئین اور ملک کے ادارے کو، مقدس ترین فوج کے ادارے کو ایک ذاتی جاگیر تسلیم کر کے رکھا گیا ہے تو ہم اس بارے میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ ملک کا سربراہ جب وعدے کا پاسدار نہ ہو تو پھر اس سے خیر کی توقع نہیں۔ ہم اپنے معزز اراکین اور اپنے دوستوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ملک کے آئین کو ایک فرد واحد کے لئے قربان نہ کریں، اسے قربانی کا بکرا نہ بنایا جائے بلکہ ملک کے آئین کے پاسدار رہیں اور ملکی آئین کا دفاع کریں۔ اس میں ہم سب کی خیر ہے اور ہمارے ملک کی خیر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم آئندہ کے لئے ایک ایسی تحریک چلائیں کہ پھر وہ صدر بھی نہیں رہے گا اور اس کی وردی بھی نہیں رہے گی۔ یہ وردی قوم کی امانت ہے اور مقدس وردی ہے۔ یہ کسی دوسرے فوجی کو بھی جس طرح منور نظر آ رہی ہے اسی طرح دوسرے فوجی کا بھی حق ہے، ایک ریٹائرڈ فوجی کا حق نہیں کہ وہ سب چیزوں پر قابض ہو جائے۔ ہم ان کو ان کے وعدے کی یاد دلاتے ہیں کہ آپ اپنے وعدے کی پاسداری کریں اور قوم کے ساتھ انصاف کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں سارے حالات بگڑ جائیں۔ اللہ رب العالمین ہمارا حامی و ناصر ہو اور رب العالمین اس ملک کا حامی و ناصر ہو۔

Mr. Chairman: Mr. Mushahid Hussain.

سینیٹر مشاہد حسین سید : Mr. Chairman, thank you very much. میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے ہمیں وقت دیا اور مجھے خوشی ہے کہ یہ اچھے طریقے سے، خوش اسلوبی کے ساتھ، ایک جمہوری انداز میں اختلاف رائے کا اظہار ہو رہا ہے۔ اس ایوان میں جو پاکستان کے اندر سب سے مقدس ایوان ہے، وردی کے حوالے سے مختلف باتیں ہوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر وردی کا جو issue ہے، یہ سیاسی issue ہے، اس کا تعلق پاکستان کی سیاست سے ہے اور پاکستان کی future direction سے ہے۔ میں اس حوالے سے کوئی لمبی تقریر نہیں کروں گا یا کسی کا جواب نہیں دینا، میں تین context میں بات کر رہا ہوں۔ ایک تو ہے تاریخی لحاظ سے کہ پاکستان کی سیاست میں وردی کا تاریخی پس منظر کیا ہے، to civil, military relations, دوسرا ہے کہ موجودہ پاکستان کے حوالے سے کیا issues ہیں جن میں، اس سے relevance ہے اور تیسرا ہے کہ آئندہ ہمیں جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے کیا کرنا

چاہیے۔ Mr. Chairman, پاکستان کی تاریخ میں آپ نے ابھی تک دیکھا کہ 11 Army Chiefs آئے اور وردی کا 40 role سال پہلے 1954 میں شروع ہوا جب جنرل ایوب خان غلام محمد کی Cabinet میں Defence Minister بنے۔ اس وقت سے 11 Army Chiefs میں سے سوائے دو کے جنرل موسیٰ خان اور جنرل ٹکا خان 9 Army Chiefs کا یا direct یا indirect political role رہا ہے۔ چار Army Chiefs نے تو formally coup بھی کئے، کامیاب coup کئے اور پانچ کا role indirect رہا حکومتوں کو لانے میں یا حکومتوں کو مضبوط کرنے میں۔ یہ fact ہے کیونکہ ہمیں پاکستان کی تاریخ میں حقائق پر بات کرنی چاہیے۔ ہمارے بیشتر دوست چاہے وہ اِس طرف بیٹھے ہیں یا اُس طرف بیٹھے ہیں، سارے نہیں، میں بیشتر دوستوں کی بات کر رہا ہوں، انہوں نے وردی کا کسی نہ کسی صورت میں ساتھ دیا ہے۔ جو یہ 9 Army Chiefs تھے including the 4 coup makers انہوں نے جب بھی کوئی political role ادا کیا تو سیاستدانوں کے تعاون کے ساتھ، سیاسی جماعت کی حمایت کے ساتھ یہ role ادا کیا۔ Coup makers تو آپ کو معلوم ہی ہیں، جنرل ایوب، جنرل یحییٰ خان، جنرل ضیاء الحق اور اب جنرل مشرف صاحب ہیں۔ جو پانچ دوسرے تھے ان میں جنرل گل حسن، 71ء میں جو change ہوا یحییٰ خان ذوالفقار علی بھٹو کا, he engineered it اس کے بعد جو role آیا آپ نے دیکھ لیا۔ ضیاء صاحب کے بعد جنرل اسلم بیگ نے IJI بنائی اور اس IJI میں ہمارے کچھ وہاں کے دوست بھی شامل تھے اور یہاں کے دوست بھی شامل تھے، ان کے NOC کے ساتھ، ان کے تعاون کے ساتھ شامل تھے۔ پھر جنرل آصف نواز آئے، جنرل آصف نواز جو 1992ء میں پیپلزپارٹی کا لانگ مارچ تھا، انہوں نے آنکھ ماری، ان کی intelligence نے support کیا، ہمارے اُس طرف کے دوستوں نے تعاون کیا حتیٰ کہ شیخ رفیق احمد جو کہ پچھلے دور میں پیپلزپارٹی کے سینیٹر تھے انہوں نے کہا central working committee meeting میں اور اس وقت کے DG(ISI) جنرل اسد درانی خود اس meeting میں آئے۔

میرا مطلب ہے کہ یہ ایک تعلق رہا ہے، وردی سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ وردی کا جو ایک role ہے اور جو سیاست پاکستان میں 58ء کے بعد emerge ہوئی وہ وردی کے حوالے سے پوری تھی۔ 12 اکتوبر 1999ء میں جب military coup ہوا، جنرل مشرف کوئی civilian

uniform میں نہیں تھے، شلوار قمیض میں نہیں تھے، شیروانی میں نہیں تھے، وہ ایک وردی میں آئے تھے اور ان کو آپ کی بیشتر سیاسی قوتوں نے اور سیاستدانوں نے openly welcome کیا، انہوں نے support کیا۔ کچھ نے کہا کہ وہ بڑے liberal ہیں، کچھ نے کہا کہ وہ بڑے سیکولر ہیں، کچھ نے کہا کہ بڑے جمہوریت پسند ہیں، کچھ نے کہا کہ وہ بڑے جہادی ہیں۔ مجھے تو ہمارے جو دوست پریس گیلری میں بیٹھے ہیں، انہوں نے بعد میں خود بتایا کہ جناب! اس دن تو سیاسی جماعتوں نے مٹھائیاں بانٹیں، جمہوری سیاسی جماعتوں نے، liberal سیاسی جماعتوں نے کہ بہت اچھا ہوا، اس میں وردی کو welcome کیا گیا، وردی کو نامنظور نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ وردی کا issue ان لوگوں کے لئے اصولی موقف نہیں تھا، وردی کا issue صرف یہ تھا کہ ہمارے حریفوں کو نکالو، ہمیں اقتدار میں لاؤ۔ جب تک وردی ہماری مدد کرتی ہے ہمیں اقتدار میں لانے کے لئے، most welcome اگر نہیں مدد کرتی تو پھر اس میں ناراضگی ہوتی ہے۔

یہ جو وردی کا role ہے یہ پاکستان کی politics میں ایک factor رہا ہے، Chief of Army Staff ایک factor رہا ہے اور یہ بھی fact ہے۔ فوج ایک ادارہ ہے، اس کا سیاسی role رہا ہے اور لوگوں نے accept بھی کیا اور اس institution کا جو head ہوتا ہے وہ فوج کا role define کرتا ہے۔ اگر جنرل ضیاء الحق تھے تو وہ فوج جہادی بن گئی، اگر جنرل آصف نواز تھے تو وہی فوج liberal بن گئی تو فوج کی policies بھی Army Chiefs کے ساتھ change ہوتی رہی تھیں۔ تو یہ ایک تاریخی پس منظر ہے اس میں جو political aspect ہے اس کو دیکھنا ضروری ہے کہ یہ role رہا ہے۔

دوسری بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے issues کیا ہیں۔ بات یہ ہے کہ 1980s میں پاکستان کی ایک direction تھی، پاکستان کا ایک focus تھا، پاکستان میں Culture of Klashnikov بھی آیا، وہ سارا جہادی mind set بھی ہے۔ وہ گند بھی establishment نے create کیا تھا اور گند establishment ہی صاف کر سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس وقت ہمارے لئے جو سب سے important ترجیحات ہیں اس حوالے سے *Wardi* is pivotal to cleaning up that mess، پہلا issue یہ ہے کہ what is the future direction of Pakistan? کس قسم کا پاکستان، کیا قائداعظم کا پاکستان ہو گا جو ایک progressive ایک

ایک democratic tolerant پاکستان ہو گا یا کسی اورقسم کا پاکستان' ظاہر ہے that is the fundamental issue. دوسرا issue ہے کشمیر peace with India. اس میں بھی آرمی کا ایک factor رہا ہے' کوئی بھی politician آگے role play نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کہتے ہیں فوج نہیں مانتی' فلاں نہیں مانتا۔ تیسرا issue دہشتگردی کے حوالے سے ہے۔ پاکستان کا جو 9/11 کے بعد موجودہ role ہے' ہمارا ایک pivotal role ہے security کے حوالے سے' انتہا پسندی کے حوالے سے۔یہ تین جو بڑے fundamental issues ہیں ان میں military is the factor اور اس میں وردی does play an important role اور وہ role آپ نے ہمیشہ ماضی میں accept کیا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اچھی بات نہیں کہ پاکستان میں military coup ہو اور ہم دعا کرتے ہیں کہ جنرل مشرف پاکستان کے آخری فوجی حکمران ہوں جو اس پر حکومت کریں تاکہ یہ جمہوریت آگے بڑھے اور یہ ملکی مفاد میں بھی ہو گا لیکن اس موجودہ صورتحال میں extraordinary situation ہے اور extraordinary situation میں غیر معمولی حالات میں آپ کو فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے 1972ء میں فیصلہ کیا تھا کہ ہاں! مارشل لاء جائز ہے اور مارشل لاء کو support کیا کیوں کہ پاکستان دو لخت ہوا تھا۔ ذوالفقار بھٹو صاحب نیا آئین بنا رہے تھے' انہوں نے کہا کہ ہمیں ضرورت ہے کہ میں Chief Martial Law Administrator بنوں۔ ایک غیر معمولی صورتحال میں انہوں نے ایک غیر معمولی کردار ادا کیا اور اس میں کوئی قباحت نہیں کیوں کہ مقصد تھا کہ should be loyal to the objectives ہمارا مقصد ہے چین کا ترقی کرنا' چین کے عوام کو خوشحالی دینا' چین کے عوام کو استحکام دینا اور راستہ مختلف ہے۔ People Liberation Army نے tax لیا ہے۔ 4 جون 1989 میں GNNM میں جو ہوا اور اب سب چین کی مثال پیش کرتے ہیں کہ چین نے کمال کی ترقی کی۔ چین نے ایک بڑا مشکل فیصلہ کیا۔ کئی لوگ اس سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں لیکن وہ فیصلہ ultimately اب واضح ہے کہ ملک کے بہترین مفاد میں ہے۔

ملائشیا دیکھ لیں۔ ہم ہمیشہ ملائشیا کی مثال دیتے ہیں۔ وہ اتنا ترقی کا ماڈل ہے' مسلمان ملک بھی ہے۔ انھوں نے ایک فیصلہ کیا۔ مہاتیر محمد عظیم آدمی ہے' اچھا لیڈر ہے لیکن اس نے جب کہا کہ جی میرے ملک میں اگر جمہوریت کو آگے بڑھنا ہے' اگر میرے ملک میں استحکام آنا

ہے، انھوں نے کیا کیا؟ اپنے جو سب سے قریبی ساتھی تھے ڈاکٹر انور ابراہیم انہوں نے اس کو اندر رکھا اور arrest کیا اور اس کے خلاف جھوٹا الزام لگا کر اندر بھی کیا۔ جنرل مشرف نے یہ کام کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ جھوٹے الزام میں اپنے number two کو انہوں نے اندر کیا، کیوں کہ انہوں نے کہا کہ we should be loyal to the objective ۔ اگر ملائشیا نے ترقی کرنا ہے تو یہ راستہ ہے۔ اب آج سب ملائیشیاء کو ہیرو مانتے ہیں، مہاتیر محمد کو مانتے ہیں۔ آپ ترکی کو دیکھ لیں۔ ہمارا جمہوری دوست بھی ہے۔ مسلم ملک بھی ہے۔ ابھی پچھلے ہفتے پرائم منسٹر طیب آردگان کا بیان آیا، وہ یورپ میں آنے والا ہے، اس نے کہا کہ میری دو بیٹیاں ہیں، وہ دونوں امریکہ میں پڑھتی ہیں۔ انہوں نے کہاکہ آپ تو ترکی کے وزیر اعظم ہیں، آپ کی بیٹیاں ادھر پڑھتی ہیں، کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا میری بیٹیاں ترکی میں اس لیے نہیں پڑھ سکتیں کہ وہ دونوں حجاب لیتی ہیں اور ترکی میں فوج نے جو قانون بنایا ہے اس کے تحت کوئی لڑکی یونیورسٹی میں حجاب پہن کر نہیں جا سکتی۔ انہوں نے کہ یہ ہماری ideology ہے کمالزم، ترکی کی فوج کرتی ہے۔ اس کو منع ہے۔ اس کے ساتھ ترکی میں جمہوریت بھی چل رہی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں بھی وردی کا issue جنہوں نے oppose بھی کیا ہے، بیشتر لوگوں کی بات کر رہا ہوں، جب مشرف آئے تھے تو ان کو وردی میں welcome کیا گیا ۔ وردی ابھی تک functioning of Parliament میں حائل نہیں ہے ۔ وردی freedom of press میں حائل نہیں ہے۔ وردی حائل نہیں freedom of association میں، روز گالیاں پڑتی ہیں فوج کو، ISI کو، مشرف کو، یہی جمہوریت ہے ۔ .It is part of the game ہمارے ہاں جو democratic debate ہوئی ہے، کھل کے باتیں ہوئی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک مشکل صورتحال کے لیے ہمیں یہ accept کرنا چاہیے۔ اس وقت جنرل مشرف کا وردی میں رہنا پاکستان میں جو دو objectives ہیں جمہوریت کے۔ جمہوریت کے بغیر یہ ملک مضبوط نہیں ہو سکتا، ہمارا وفاق مضبوط نہیں ہو سکتا اور اسی جمہوریت کی وجہ سے ہماری بلوچستان کمیٹی بھی بنی ہے اور یہ establishment جو ہے یہ اب different قسم کی establishment ہو گئی ہے۔ مشرف نے establishment کو re-invent کر دیا ہے۔ یہ وہ ماضی کی establishment نہیں رہی، یہ ایک کھلی ڈلی establishment ہے، یہ liberal establishment ہے ۔ Politically اور culturally

بھی liberal ہے اور یہ سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہتی ہے۔اسی لیے ہم بھی چاہتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے ذریعے یہ فیصلے ہوں اور آئندہ کے لیے، صرف وردی کا issue ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ایک پارلیمنٹ 2007 تک اپنا tenure مکمل کر لے تو اس سے پاکستان میں جمہوریت کی جڑیں بھی مضبوط ہوں گی کیوں کہ اس وقت ایک issue پر مکمل اتفاق رائے ہے کہ فوجی حکومت، یہ فوجی rule پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے اور اس لیے چاہے وہ فوج ہو، فوج کے اندر بھی یہ view ہے، چاہے سیاسی قوتیں ہوں اس طرف، چاہے ہماری اس طرف کی سیاسی قوتیں ہوں، کیوں کہ جتنے لوگ یہاں وہاں سے آئے ہیں، یہاں سے آئے ہیں، یہ election کے ذریعے آئے ہیں اور بیشتر جناب! جمہوریت کی پیداوار ہیں، democratic process سے آئے ہیں، کوئی مارشل لاء انہوں نے impose نہیں کیا۔ تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ کے لیے وردی کو ساتھ لے کر چلیں 2007 تک اور ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو بھی چاہیے، President کو بھی چاہیے کچھ CBMs بھی کریں ملک کے اندر تاکہ ایک نئی فضا پیدا ہو۔ انہوں نے بات کی، ثناء اللہ بلوچ صاحب اور دوستوں نے اور کل ہمارا discussion کا پروگرام بھی تھا، رضا ربانی صاحب کے ساتھ اور پروفیسر خورشید صاحب کے ساتھ کہ مسئلہ ہے change of attitudes کا میں سمجھتا ہوں بالکل ہمارا change of attitudes بہت ضروری ہے۔ ہمیں ایک جمہوری culture کی ضرورت ہے کیونکہ جمہوریت کی ہم بات تو کرتے ہیں، جمہوریت سے ہم اقتدار میں آتے ہیں لیکن جمہوری رویے ہم نہیں اپناتے، ہمارے رویے پھر بھی بنیادی طور پر feudal ہیں اور dictatorial ہیں چاہے سیاسی جماعتوں میں ہوں، چاہے سیاست میں ہوں۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں دو تین چیزیں بڑی اہم ہیں ۔ ایک تو ہمیں چاہیے کہ ہماری جو قومی سلامتی ہے، National Security ہے اس کو ہمیں redefine کرنا ہوگا اور ہم اس process میں ہیں ۔ قومی سلامتی کو صرف ہم فوجی طریقے سے define نہیں کر سکتے کہ فوج ہو یا bombs ہوں یا armies ہوں، قومی سلامتی کے دائرے میں آج معیشت بھی آتی ہے ، تعلیم بھی آتی ہے ، اس میں سیاسی جماعتیں بھی آتی ہیں ، انسانی حقوق بھی آتے ہیں ، صوبائی خودمختاری بھی آتی ہے ، آئین بھی آتا ہے ، یہ ہی وہ چیزیں ہیں جو سب کو مضبوط کرتی ہیں ۔

So, we have to redefine our concept of National Security. It just cannot be

defined in military terms alone. It has to incorporate those elements which are vital, which bring the people and the society and the provinces together, because Pakistan is a federation with four provinces having equal rights irrespective of size, irrespective of population.

Second, I think, it is very very important that we also should have accountability across the board.

یہ جو NAB ہے اس کا role بھی اب ہمیں redefine کرنا پڑے گا۔

NAB should be nonpartisan NAB should be accountable to parliament and NAB should have across the board accountability.

اور کوئی بھی چور ہو، چاہے اس پارٹی کا یا اس طرف کا، اس کو پکڑا جائے اور اس میں political objective نہیں ہونا چاہیے

and that will strengthen Pakistan's image. That will strengthen Pakistan's democracy.

اور finally میں سمجھتا ہوں وردی کے حوالے سے کہ اگر وردی ہمیں stability دے سکتی ہے، جمہوریت کو مضبوط کر سکتی ہے اور آگے ہندوستان کے ساتھ علاقے میں peace دے سکتی ہے تو اس کے ساتھ میں سمجھتا ہوں mother of all CBMs should be the release of all political prisoners. میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے grand national reconciliation کا چاہے آصف زرداری ہو یا جاوید ہاشمی ہو یا یوسف رضا گیلانی ہو، سب کو ساتھ لے کر چلیں۔ We should release them and build Pakistan's democracy on the basis of consensus, on the basis of dialogue and on the basis of conciliation اور میں سمجھتا ہوں وردی would then be a very positive step to strengthen Pakistan as a democratic state, as a progressive state. Thank you very much.

جناب چیئرمین، مسٹر اسفند یار ولی۔

سینیٹر اسفندیار ولی، Thank you Mr. Chairman! جناب والا! آج پارلیمنٹ میں بیٹھے یہ دن بھی دیکھنا پڑا کہ باری باری اپنے اختیارات ہم خود اٹھا کر کہیں اور دے رہے ہیں' کبھی اپنی ایک ٹانگ باندھ دی کبھی دوسری ٹانگ باندھ دی۔ جناب! وہ تشریف نہیں رکھتے۔ the very very honourable Minister who spoke جو کہتے ہیں کہ majority is the spirit of democracy, no doubt, majority is the spirit of democracy, but through you could I finally ask him, which majority? A majority that was created by National Accountability Bureau. Pick up the figures Mr. Chairman. جس دن جمالی صاحب کی حکومت بن رہی تھی' ایک ووٹ پر جو اس کی اکثریت بنی اس میں سے نو یا دس ووٹ NAB نے اٹھا کر اس کے حوالے کیے۔ اسی لیے آج مشاہد حسین سید جیسا بندہ اٹھ کر کہتا ہے کہ NAB کا role غلط ہے' NAB کا role redefine کرو۔ کس majority کی بات کرتے ہو اور کس government کی بات کرتے ہو' اس کی جس میں آج بھی وہی وزراء بیٹھے ہیں جناب چیئرمین! جو NAB زدہ ہیں۔ کہتے ہیں gun point نہیں' NAB point ہے اگر gun point نہیں ہے تو۔ جناب چیئرمین! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے یہاں آج ایسے لوگوں کی تقریریں 17th Constitutional Amendment پر بھی ہم نے سنیں' اب بھی سن رہے ہیں' جو 12th & 13th Amendment پر اٹھ کر مجھ سے زیادہ چلا چلا کر 58 (2)(b) ختم کرنے کے لیے تعریفیں کر رہے تھے۔ آج ہم نے پھر دیکھا کہ رویہ ایسا بدلا کہ کل 58(2)(b) جو اس ملک کی تباہی اور بربادی کے لیے تھی آج 58(2)(b) اس ملک کی ضرورت ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ایک request کروں گا۔

All laws that are made to empower individuals can never ever be termed as good laws. We have to go in for laws which will strengthen the institutions of this country.

ایک منٹ کے لیے میں یہ مان بھی لوں کہ جس بندے کی بات ہو رہی ہے وہ عقل کل ہے اور ہم

پورے Constitution اور پورے قانون کو بدل دیں صرف اس کو empower کرنے کے لیے لیکن میرے خیال میں اس میں تو میرے ساتھ اس side کے ممبر بھی اتفاق کریں گے کہ انسان تو ہے۔ کل اگر ایک واقعہ ہوتا ہے اور پھر کوئی دوسرا پاگل اٹھ کر وہاں بیٹھ جاتا ہے اور یہی اختیارات ہوں جو ہم یہاں بیٹھ کر اسے دے رہے ہیں تو اس ملک کا حشر کیا ہوگا۔

میں ایک request ثناء اللہ بلوچ سے بھی کروں گا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر اس نے کی۔ یہ اوپر کہیں رہ رہا ہے۔ میں اتنا کہوں گا کہ come down, you have been given the message since 1947 generally and specifically after the break up of Pakistan کہ پنجاب پاکستان ہے اور پاکستان پنجاب ہے that should be absolutely clear in his mind.

جناب چیئرمین! ایک بڑی مشہور کہاوت ہے نپولین کی جہاں وہ کہتا ہے کہ power corrupts, absolute power corrupts absolutely. اتنا اختیار ایک بندے کو نہ دو کہ کل کو تم خود اسے کنٹرول نہ کر پاؤ حالانکہ ہم اب بھی کنٹرول کرنے کے قابل نہیں۔ Ego کا مسئلہ یہ نہیں ہے جناب چیئرمین۔ ہر ایک institution کا اپنا ایک role ہے۔ آج ہمیں یہ کہا جارہا ہے کہ ہر ایک institution اپنا role play کر رہا ہے۔میں نے تو بڑی کوشش کی، اپنے ساتھیوں سے بھی پوچھا کہ یار دنیا کی جمہوریتوں سے مجھے یہ مثال دو کہ ایک Prime Minister resign کرتا ہے، دوسرا Prime Minister oath کے لیے nominate ہوتا ہے اور تیسرا Prime Minister, Prime Minister in waiting ہوتا ہے۔۔یہ میں نے جس سے بھی پوچھا، کسی نے بھی مجھے اس کا جواب نہیں دیا۔ اب اگر اس طریقے سے ہم ان institutions کو افراد کے تابع بنائیں تو ان کا ماسوائے Debating Club کے دوسرا کوئی مقصد نہیں رہتا۔جو دو تین arguments آپ کے ہیں وردی پر اس میں top of the list جو بھی آتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جی موجودہ حالات میں اور پھر international scenario میں اور پھر terrorism کے خلاف لڑائی میں یہ لازم ہے کہ پرویز مشرف صاحب کی وردی ہو۔عجیب بدقسمت ملک ہے یہ جناب! کہ پہلے ہم جنرل ضیاالحق کی وردی کو برداشت کرتے رہے اس لیے کہ اس ملک میں fundamentalism اور terrorism کو ہم build up کردیں۔ تب بھی یہاں ایسے ہی لوگ تھے

جو کہتے تھے کہ ضیاالحق ضروری ہے اس لیے کہ اسلام کی خدمت ہو' اس لیے ضروری ہے کہ دلی پر سبز جھنڈا گاڑنا ہے' اس لیے ضروری ہے کہ عید کی نماز ہم نے کابل میں جا کے پڑھنی ہے۔ان دنوں مشاہد حسین سید صاحب ہمارے ساتھ تھے' یہ ان دنوں مسلم کے ایڈیٹر تھے تو تھوڑا بہت interaction ان سے ہوا کرتا تھا لیکن basic point میرا ہے کہ پہلے اس چیز کو build up کرنے کے لیے ہمیں کہا گیا کہ تم آرمی کو' آرمی چیف کو accept کرو۔ اب ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ چیز جو کل اس پرانے Chief of Army Staff نے بنائی آج یہ نیا Chief of Army Staff اسے ختم کر رہا ہے۔لہذا تم اس uniform کو بھی support کرو۔ اس President کو بھی support کرو۔ جناب والا! کیا میں ایک بات پوچھ سکتا ہوں کہ are we serious? آج یہ جو Chinese engineers کا قصہ وزیرستان میں ہوا۔ جناب والا! عبداللہ محسود آیا جب اس کو Guantanamobay جیل سے release کیا۔ I would like, specially Leader of the House to keep this point in mind. After his release from Guantanamobay عبداللہ محسود کی interrogation پاکستان کی joint interrogation team نے کی اور اس کو void declare کیا۔ میں ایک قدم اور بھی آگے جاؤں۔ جنرل مشرف پر یہ دوسرا حملہ جو ہوا اس میں جو راولا کوٹ کا بندہ تھا' اس کو جب کابل نے deport کیا' افغانستان میں وہ گرفتار ہوا تھا۔ افغانستان سے جب وہ deport ہوا تو پشاور میں joint investigation team نے اس بندے کی بھی انکوائری کی اور اس بندے کو بھی joint interrogation team نے void declare کیا۔ پھر وہی بندہ آپ کا principal accused ہوا جنرل مشرف پر assassination attempt میں۔ کونسے role کو ہم لیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ time نہیں لوں گا۔ معاہدے کی لڑائی تو پروفیسر خورشید صاحب نے لڑنی ہے کہ معاہدے میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ Sir, General Musharraf came on T.V. I saw it, you saw it and all these people saw it. کہ جنرل مشرف آتا ہے اور ٹیلی ویژن پر کہتا ہے کہ باوجود اس کے کہ مجھے اپنے ساتھی کہتے ہیں کہ تم نے وردی نہیں اتارنی ہے لیکن اس ملک کو ایک پائیدار جمہوری نظام دینے کے لئے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں نے اپنی وردی ۳۱ دسمبر تک اتار دینی ہے۔ کسی نے اگر اس تقریر

کی تردید کرنی ہے تو شوق سے کرے۔ اب وہی جنرل مشرف جب دو مہینے بعد اٹھ کر کہتا ہے کہ جی میری وردی کے بغیر اس ملک کا نظام نہیں چل سکتا۔ میری وردی کے بغیر یہ ملک محفوظ نہیں۔ میری وردی کے بغیر ہم terrorism کو کنٹرول نہیں کر پائیں گے۔ یہ ایک سوال ہر پاکستانی کا بنتا ہے کہ جنرل صاحب! اس کے ساتھ یہ بتا دو کہ کل غلط کہہ رہے تھے یا آج غلط کہہ رہے ہو۔ جناب چیئرمین! اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ جب اپنے کئے ہوئے وعدوں سے حکمران اس طرح پھرتے ہیں اور وہاں جو crises of credibility آتے ہیں وہ crises of credibility اس ملک کو کہاں لے جائیں گے۔ کوئی ایک وعدہ نہیں نبھایا گیا۔ کچھ دن پہلے T.V پر بتایا گیا، جس طرف ثناء نے اشارہ کیا کہ کالا باغ سے پانی ادھر نہیں جائے گا، کالاباغ سے پانی ادھر نہیں جائے گا۔ فلاں سے یہ نہیں ہوگا فلاں سے وہ نہیں ہوگا۔ تو کیا ہم اس میں حق بجانب نہیں ہیں کہ یہ پوچھیں کہ جو پہلے وعدے کئے گئے تھے وہ کس نے guarantee کئے تھے؛ آج یہاں یہ کہا گیا and I appreciate it that this country is a federation and every federation has an equal right. I appreciate that statement made by my brother Mushahid. لیکن شاید یہ statement دیتے وقت مشاہد بھائی یہ بھول گئے تھے کہ اگر پنجاب کی اسمبلی نے یہ قرار داد منظور کی کہ پرویز مشرف وردی پہنے تو میرے صوبے کی اسمبلی نے یہ قرار داد منظور کی کہ مشرف وردی نہ پہنے۔ اگر سندھ کی اسمبلی نے یہ قرار داد منظور کی کہ مشرف وردی پہنے تو بلوچستان اسمبلی میں آپ لوگوں کو اپنی قرار داد واپس لینی پڑی کیونکہ آپ کو یہ پتا تھا کہ اس کو اکثریت کی support نہیں ہوگی۔ تو کس Federation کی بات ہو رہی ہے۔ مجھے ذرا کوئی یہ بتا دے۔ آج دو صوبے ایک طرف کھڑے ہیں اور دو صوبے ایک طرف کھڑے ہیں۔ کہاں پر Federation ہے؟ یہاں کون سی Federation کی بات ہو رہی ہے؟ جس طرح کہتے ہیں کہ یہ elected President ہیں، جناب والا! جس طریقے سے آپ نے President elect کیا، سب کو پتا ہے۔ Provinces کا جو ratio تھا، اسے ختم کر کے ایسا کیا گیا۔ جس طریقے سے آپ نے President elect کیا، and inspite of that یہ سب کچھ کرنے کے باوجود let me make it categorically clear once again on this floor that he did not get the majority votes from two federating units in this

country. For God's sake, this country can not survive until and unless, it

is a Federation in letter and spirit. Do not let one or two units to force their

will on the others. It has already been tried once. ان دنوں میرے والد ایک قصہ سنایا کرتے تھے کہ ایک بندہ دو بوریوں میں کانچ کی چوڑیاں گدھے پر لاد کر لے جا رہا تھا۔ راستے میں اسے ایک بندہ ملا۔ اس نے ایک طرف ڈنڈا مار کر کہا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر دوسری طرف بھی اسی طرح ایک اور ڈنڈا ماریں گے تو پھر کچھ بھی نہیں رہتا۔ جناب والا! ہم دوسرے ڈنڈے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ خدا کے لئے ہوش کے ناخن لیں۔ اس وقت وردی ملک کی ضرورت نہیں ہے۔ پتا نہیں کیوں آپ non issue کو issue بنا لیتے ہو۔ مجھے ذرا کوئی یہ بتا دے کہ 58(2)(b) کی موجودگی میں، 17th Amendment کی موجودگی میں جتنے اختیارات President کو حاصل ہیں، کیا وردی پہن کر ان اختیارات میں کچھ اضافہ ہوگا؟ مجھے کوئی ذرا یہ تو بتا دے۔ پھر آپ کیوں ایک controversial issue کو اٹھا کر قوم کے سر پر زبردستی تھونپ رہے ہیں۔ جناب والا! سوائے ego کے مجھے تو اس میں اور کوئی بات نظر نہیں آتی ہے۔ میں وکیل نہیں ہوں۔ مجھ سے پہلے ایک معزز ممبر نے کچھ articles پڑھے ہیں۔ اس دوران میں دیکھ رہا تھا کہ دوسری طرف سے ہمارے ایک ساتھی pen اٹھا کر اتنی speed سے کچھ لکھ رہے تھے حالانکہ وہ articles لکھتے بھی نہیں ہیں، ان کی speed اتنی تھی کہ وہ لکھ بھی نہیں پا رہے تھے لیکن میں ان سے ایک بات کہوں گا کہ If we look back on the Pakistan's history, we find that we always have valued legalities. لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے کبھی بھی پاکستان میں moralities کو وہ مقام نہیں دیا جو ہمیں دینا چاہیے تھا۔ ہزاروں ایسی باتیں ہیں جو legally تو ٹھیک ہوتی ہیں لیکن morally ان کا جواز نہیں ہوتا ہے۔ بہت ساری ایسی باتیں ہیں جن پر penal code اور Constitution قدغن نہیں لگاتا ہے لیکن ہماری اپنی moralities ہیں، ہمارے اپنے morals ہیں، ہماری moral values ہیں، وہ اس پر قدغن لگاتی ہیں۔ اس لئے میں دوسری طرف بیٹھے ہوئے ساتھیوں سے یہ request کرتا ہوں کہ

differentiate between legalities and moralities, differentiate between democratic norms and dictatorship. ہمیں فیصلہ یہ کرنا ہے کہ اس ملک پر حق حاکمیت

کس کا ہے؟ آیا حق حاکمیت آرمی کے ایک Chief of the Staff کا ہے یا حق حاکمیت اس ملک کے چودہ کروڑ عوام کا ہے؟ یہ بنیادی سوال ہے جس کا ہم سب نے جواب دینا ہے۔

جناب والا! before you interrupt me, میں یہ کہوں گا کہ جو 31 دسمبر کی dead line دی گئی ہے، وہ .A.N.P کی dead line نہیں ہے۔ ہم نے نہ ہی کل پرویز مشرف صاحب کو صدر مانا تھا، نہ آج پرویز مشرف کو صدر مانتے ہیں اور نہ ہی آنے والے وقت میں مانیں گے۔ صرف اس وقت مانیں گے جب ان کی retirement کو دو سال پورے ہوں اور اس کے بعد اگر پارلیمنٹ انہیں ووٹ دیتی ہے تو وہی ایک صورت ہے جس میں .A.N.P اسے صدر تسلیم کرے گی۔اس وقت نہ تو وہ اس ملک کے Chief of the Army Staff ہیں اور نہ وہ اس ملک کے صدر ہیں۔ جیسے جالب صاحب نے کہا ہے اور مجھ سے پہلے رضا بھائی بھی کہہ چکے ہیں کہ

ایسے دستور کو صبح بے نور کو

میں نہیں مانتا، میں نہیں جانتا

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: جناب متین شاہ۔

سینیٹر متین شاہ، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اس معزز ایوان کی وساطت سے آپ کی توجہ ایک سنجیدہ مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ تاکہ صدر صاحب کی وردی سے متعلق بات ہو۔ جناب والا! فوج کا سربراہ، مملکت کا ملازم ہوتا ہے۔ آئین کی رو سے اسے کوئی ایسا عہدہ نہیں دیا جا سکتا خصوصاً اس لیے کہ سترھویں ترمیم میں وضاحت موجود ہے کہ وہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ء تک کوئی ایک عہدہ رکھ سکتا ہے۔جناب والا! انہوں نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ۳۱ دسمبر سے قبل ایک عہدہ چھوڑ دیں گے۔ آئین کو ایک مذاق نہ بنائیں۔نظریہ ضرورت بھی اس بے رحمانہ طریقے سے لاگو نہ کیا جائے۔ آج تک پاکستان میں جس قدر عظیم تر قومی مفاد کے نام پر کھچڑیاں پکائی گئیں ان سب سے اللہ کی پناہ، کیونکہ سب انتہائی متعصبانہ انداز سے اور ذات پرستی کے لیے لائی گئیں جیسا کہ حال ہی میں صدر کی وردی کی میعاد کو ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ء سے آگے بڑھانے کے لیے اسمبلی سے ایک بل بڑی جلد بازی میں منظور کرایا گیا جس پر تمام اپوزیشن

جماعتیں سراپا احتجاج بنی ہوئی ہیں۔یہ احتجاج قومی اسمبلی کے ایوان سے لے کر کھلے سیاسی میدان تک جاری ہے۔ کئی معاملات پر باہمی اختلافات رکھنے کے باوجود اپوزیشن کی تمام جماعتیں صدر کی وردی کے خلاف متحد ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے دونوں ایوانوں کے اندر اور باہر پوری فضا میں ایک ذہنی انتشار کی کیفیت طاری ہے۔جناب والا! ملک کے طول و عرض میں ایک بار پھر سیاسی عدم استحکام اور غیر یقینی صورت حال کی فضا قائم ہے ۔ ملکی سرحدات انتہائی غیر محفوظ ہیں اور ہر طرف دشمن تاک میں بیٹھے ہوئے ہماری کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے انتظار میں ہیں۔ جناب والا! ملک کی داخلی صورت حال انتہائی ابتر ہے اور ہم ملک کے اندر دہشت گردی کا شکار ہیں۔اس حوالے سے پورا ملک عموماً اور قبائلی علاقہ خصوصاً میدان جنگ بنا ہوا ہے اور روز کئی بیگناہ جانوں کا زیاں ہو رہا ہے خواہ اس میں ہمارے عوام ہوں یا فوج۔

جناب والا! قبائلی لوگ ان پڑھ لوگ ہیں، بے خبر لوگ ہیں جس کی وجہ سے حکمرانوں اور خصوصاً فوج سے عوام کے دلوں میں نفرت بڑھ رہی ہے۔جناب چیئرمین! پچھلے دنوں جنوبی وزیرستان میں ۷ا رکنی امن جرگے کے افراد کو جس بیدردی سے شہید کیا گیا ہے، ان کے بارے میں بھی ایک تحقیقاتی کمیشن بنایا جائے تاکہ یہ پتا تو چل جائے کہ کس side سے یہ بیدردی سے شہید کیے گئے۔ آخر میں جناب والا! میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ مذکورہ حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے وردی کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ایوان کے دونوں جانب کےمعزز اراکین اس مسئلے کا مخلصانہ حل تلاش کرکے، مثبت رائے پیش کرکے صدر کو ایک عہدہ چھوڑنے پر آمادہ کیا جائےکیونکہ اسوقت ملک کے داخلی اور خارجی حالات کچھ زیادہ ہی ناگفتہ بہ ہیں جسکی وجہ سے ایوان کے دونوں جانب اراکین کو سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تاکہ ملک کو خارجی اور داخلی محاذ پر کسی بھی خطرے سے بچایا جا سکے اور یہ ملک اور عوام ہماری وجہ سے کسی بڑے حادثے کا شکار نہ ہوں، اور نہ ہی یہ ہماری پیدا کردہ صورت حال کسی بڑے قومی المیے اور خطرے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکےکیونکہ آج ہر فرد خواہ وہ وزیر ہے یا مشیر سینیٹر ہے یا ممبر اپنے ذاتی مفادات کے دفاع کی جنگ لڑ رہا ہے۔ہر فرد اپنی خواہش کا غلام بنا ہوا ہےکسی نے بھی ملکی اجتماعی مسائل پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔ خدا کے لئے انفرادیت سے ہٹ کر اجتماعیت کی طرف آ جائیں اور اجتماعیت ہی میں قوموں کی بقاء کا راز مضمر ہے کیونکہ یہ ہمارے ملک ہماری آن، ہماری شان اور

پوری دنیا میں ہماری پہچان بھی ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

Mr. Chairman: Mrs. Tanveer Khalid.

سینیٹر تنویر خالد : Thank you جناب چیئرمین۔ پہلے تو میں کچھ زبان کے بارے میں protest کرنا چاہتی ہیں کہ خصوصاً یہاں پر تھوڑی پارلیمانی زبان استعمال کی جائے۔ ابھی بھی ہماری Opposition میں سے بعض نے Treasury Benches کے بارے میں کہا کہ یہ آستین کے سانپ بن کر ڈس رہے ہیں this is too much. ایک سال یہ لوگ احتجاج کرتے رہے تو کبھی کسی نے ایسا نہیں کہا کہ Opposition is like that. ابھی بھی میں ایسے word استعمال نہیں کروں گی۔ تو کیا ہم ایک دوسرے کے لئے بہت decent اور more مہذب نہیں ہو سکتے ہیں۔ میں appeal کرتی ہوں کہ ہونا چاہیے۔

دوسرا یہ کہ وردی کا قصہ ہے، کل بھی اس پر بات ہو چکی تھی اور یہ بھی طے ہو گیا تھا۔ ایک طرف ہم یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، ہم شریعت کے پابند ہیں، اسلام کے follower ہیں، we have to follow سنت، سنت کے اندر Islamic history میں ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ all these عہدے were concentrated in one person, that's a fact لیکن آج کل جمہوریت، جمہوریت، جمہوریت ہو رہی ہے لیکن پھر بھی آج کی جمہوریت---، بھائی وہ American Democracy نہیں کیونکہ یہاں پر نہ اتنی education ہے، نہ اتنی free will ہے۔ ابھی بھی land holding ہے، ان کا قبضہ ہے، ابھی بھی وہاں کے عوام انہی کو vote دیتے ہیں اور ویسے ہی لوگ یہاں پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ چہ جائے کہ صدر کون ہو، Prime Minister کون ہو اور جو ہماری طرف سے سید مشاہد حسین نے بات کی he is a دانشور a truthful person, up right person اس نے جو کچھ کہا ہے 100% صحیح ہے کیونکہ اس کی knowledge زیادہ ہے، he talks more extensively لیکن مجھے بھی جہاں تک علم ہے I feel, I was going to talk the same. اپنی اپنی اہلیت کے مطابق میرے وہی points وہی باتیں ہیں جو انہوں نے حرف بہ حرف صحیح کہی ہیں۔ آج جو ہم بار بار رونا روتے رہتے ہیں کہ وہ جمہوری صدر نہیں ہیں، جمہوری چیزیں نہیں ہیں صدر وردی میں ہے، اس نے بھی پارلیمنٹ

یہاں مہیا کر دی ہے، وزیر اعظم بھی elected ہے اور سارے پارلیمانی members بھی elected ہیں لیکن یہ وردی میں کیوں ہیں۔ بھائی میں چشم دیدگواہ ہوں اپنے شہر کی فضا کی کہ اس کو بار بار خود Opposition کی پارٹیاں دعوت دیتی ہیں اور ہزار ہا کے ہجوم سڑک پر آتے ہیںکہ اس وقت کی جمہوری حکومتوں کو ہٹاؤ۔ آخر ان جمہوری حکومتوں کو ہٹانے کے لئے عوام سڑکوں پر کیوں آتے ہیں؟ کیا وہ ان کے دشمن ہیں؟ It proves کہ جو جو procedural طریقے سے آتے ہیں، two third mandate سے آتے ہیں اور انتخاب میں آتے ہیں۔ شاید انہوں نے ایسے کرتوت کئے ہیں، کارگل میں نہیں کیے کہ لوگوں نے انہیں reject کیا۔ انہیں بار بار کیوں نہیں رہنے دیتے ہیں، انہیں ٹکنے کیوں نہیں دیتے ہیں۔ ایک پر، میں جانتی ہوں غبن کا الزام تھا، it is established اور دوسرے کے اوپر incompetency کا الزام تھا۔

اور تیسری بات کہ خود عوام اور خود سیاسی پارٹیاں ان کو دعوت دیتی ہیں اور بلاتی ہیں تو کاش! اس وقت وہ اس کو یہ بھی کہہ دیتے کہ ان کو ہٹاؤ۔ ہم کو بٹھاؤ جب تک یہ نعرے نہیں لگاتے ہیں، نعرے تو صرف یہ لگاتے ہیں کہ ہٹاؤ، ہٹاؤ، ہٹاؤ۔ جب وہاں پر ایک power آتی ہے تو وہ کیوں نہ راج کرے گی پھر۔ Unfortunately in this country کہ اتفاق سے وردی والی حکومتوں نے اچھے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ مثلاً آپ آج مجھے جواب دیجیئے اب تک کا کہ کیا صدر ایوب کی دی ہوئی reforms ابھی نہیں چل رہی ہیں with slight moderation, slight alterations, slight changes وہی، وہی، وہی حتیٰ کہ تعلیم میں بھی وہی کیونکہ وہ بہت کچھ ہے۔ بہت بہتر ہے۔ اب جو کچھ add ہوتا ہے whatever is added in the current circumstances وہ اس کے اندر اور ڈالا جاتا ہے۔ جناب بلایا، بلایا اور بلایا اور وہ بیٹھے ہیں، جب وہ کافی عرصے کے لیے بیٹھ جاتے ہیں تو پھر دوسرا۔ جیسے کہ یہاں کے مزاج میں ہی ہے کہ جو آکر بیٹھے تو اس کو ہٹانا ضرور ہے۔ وہ فوجی بھی ہے تو اس کو ہٹاؤ حالانکہ وہ اچھے کام بھی کر رہا ہے۔ ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ سارے پاکستان کے عوام صدر پرویز مشرف کے مخالف ہیں۔ مجھے بڑا پڑھنے لکھنے کا شوق ہے، ریسرچ کا شوق ہے۔ I will be very interested to see and look at that research جس کا انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ سارے پاکستان کی عوام صدر کے خلاف ہے۔ بھئی اگر کوئی ایسی ریسرچ ہے تو ہمیں بھی تو دکھاؤ، ہم بھی اس سے متاثر

ہونگے، ہم تو دانشوروں کی رائے بھی دیکھتے ہیں، پڑھتے بھی ہیں، عوام کو بھی دیکھتے ہیں، ہم تو عوام میں سے ہیں۔ ہم جاگیرداروں میں سے اور جنرلوں میں سے and whatever the power holders ان میں سے ہم نہیں ہیں۔ ہم تو عوام میں سے ہیں جو یہاں تک پہنچے ہیں۔ یہ بھی شاید پرویز مشرف کا کرم ہے کہ آج یہاں پر ہم موجود ہیں ورنہ آپ لوگوں کے دور میں، جمہوری دور میں آپ نے کیا کیا ہے۔ کتنے عوام بیٹھے ہوئے تھے۔ پچھلی دو حکومتوں میں ایک کو دو دفعہ دوسری کو دو دفعہ موقع ملا، کتنے عوام بیٹھے ہوئے تھے۔ سارے بڑے بڑے لوگ، وہی لوگ، وہی لوگ، وہی لوگ اور بار بار وہی لوگ اور ابھی بھی۔ لیکن جو عوام کو موقع ملا ہے تو اب موقع ملا ہے۔ وردی والے کی حکومت میں سب سے پہلے تو عوام کی recognition ہوئی ہے۔ *Awam* عوام is inducted in the Parliament in the local Government and everywhere کی حکومت ہے محلے، محلے میں جا کر دیکھیے، کیا وہ عوامی نمائندے نہیں ہیں اور کیا پارلیمنٹ میں عوامی نمائندے نہیں ہیں؟ سب جگہ عوام کو لانا، devolution صحیح معنوں میں ہوئی ہے، یہ نہیں کہ تقریر کرتے رہو، ہم یہ کریں گے، ہم یہ کریں گے سبز باغ دکھا رہے ہیں۔ کیا اتنی بڑی تعداد میں خواتین آتیں۔ خواتین کو وہ عزت و آبرو ملی ہے جو ایک خاتون کے دور میں بھی نہیں ملی۔ Why did she not do it. آپ نے کیوں pressurize نہیں کیا کہ بھئی ملک کی آدھی آبادی خواتین کی بھی ہے۔ خواتین بھی capable ہوتی ہیں۔ کس نے کہہ دیا کہ خواتین capable نہیں ہوتی ہیں۔ آپ کچھ نہیں لائے۔ آپ جمہوریت نہیں لائے، آپ نے معیشت کو کیا آگے بڑھایا۔ آپ کی حکومت پر تو الزام ہے کہ ایک غریب ملک کی غریب معیشت کو تباہی کے دہانے کے اوپر پہنچا دیا ہے، failing state بنا رہے تھے۔ معیشت تباہی کے دہانے پر کھڑی تھی۔ It was going to be a failed state لیکن آج معیشت has been revived اور آگے بڑھ رہی ہے۔ ہمارے ہاں تو خواتین منسٹر ہیں۔ حالانکہ ایک شکوہ صحیح ہے کہ ساری خواتین صرف پنجاب سے منسٹرز ہیں یا ایک صوبہ سرحد سے اور ایک صوبہ بلوچستان سے ہے, but none from Sindh, Sindh is being ignored in all the places every where. کیا سندھ میں لائق عورتیں نہیں ہیں۔ My Sindh is being ignored ان چیزوں کے اندر یہ چیز تو ہے۔ کیا سب دیکھتے نہیں لیکن بلوچستان کے لوگوں کو میں سلام کرتی ہوں کہ they are very conscious. ہر

بات وہ بلوچستان کی اٹھاتے ہیں۔ بلوچستان کی بات کرتے ہیں' بلوچستان کے بارے میں حساب کرواتے ہیں۔ لیکن مجھے اپنے سندھی منسٹر سے گلہ ہے' شکایت ہے' سب ایسے ہی بیٹھے رہتے ہیں کوئی بھی آواز نہیں اٹھاتا۔

Mr. Chairman: I think be relevant to the issue.

سینیٹر تنویر خالد : جی ہاں' جی ہاں۔ I am sorry ذرا سی بھٹک گئی تھی' میں زیادہ نہیں بھٹکتی۔

جناب چیئرمین: اور وقت کا بھی ذرا خیال رکھ لیں۔

سینیٹر تنویر خالد : تو انہوں نے یہ کیا' انہوں نے یہ کیا لیکن ہمارے جو موجودہ صدر ہیں ان کی پالیسیوں سے economic revival ہو رہا ہے۔ we are going progressive country پوری world میں ہمارا image بہتر ہو رہا ہے and he is a moderate Muslim یعنی کٹر نہیں ہے۔ جو مار رہے ہیں بم پھاڑ رہے ہیں وغیرہ' اس image کی تردید ہمارے سینیٹر' ہمارے منسٹر کر رہے ہیں کہ وہ ایسے نہیں ہیں and he is doing his best in that direction also

Mr. Chairman: Thank you. It is note worthy that the speeches are being restricted because it was agreed to finish the discussion on Monday. If we take longer time then some of other colleagues will be left out. I will request all the speakers, intended speakers to please keep that in mind that if he prolongs his speech, other colleagues will be left out. Sardar Mehtab Ahmed.

سینیٹر سردار مہتاب احمد خان: شکریہ جناب چیئرمین! مجھے یاد ہے کہ جب میں School Child تھا' سکول میں جاتا تھا' اس وقت سے ہم سنتے تھے کہ پاکستان اپنی تاریخ کے نازک دور سے گزر رہا ہے' پاکستان پرمشکل وقت ہے۔ پاکستان اپنے سیاہ ترین دور سے گزر رہا ہے۔ پاکستان اندر سے اور باہر سے بھی خطرات سے گھرا ہوا ہے۔ میں بھی جوان ہوا اور اس ملک میں میری جیسی عمر کے اور بھی بہت سے لوگ بڑے ہوئے اور اب بچی بات ہے کہ عمر کے

اس حصے میں داخل ہو چکے ہیں کہ اب ہماری اپنی اولادیں جوان ہو رہی ہیں۔

جناب والا! آج بھی ہم سب یہی ایک بات کہے جا رہے ہیں کہ پاکستان اپنی تاریخ کے نازک دور سے گزر رہا ہے، سخت ترین دور سے گزر رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آج تک ایسا ہے پاکستان کے ساتھ؟ کہ ساری دنیا کی تاریخ میں یا ساری دنیا کے نظام میں یہ ایسا بدقسمت ملک کیوں ہے؟ کہ آج تک اپنے ملک کو ایک ملک اور قوم کو ایک باوقار قوم میں تبدیل کرنے کے لئے ہماری اجتماعی کوششیں نہ ہوئیں بلکہ اس ملک نے پاکستانیوں کو جو عزت اور وقار دیا اس کو بھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے تباہ و برباد کیا۔ اور جب میں اس بات کو بھی دیکھتا ہوں تو ایک چیز بڑی واضح نظر آتی ہے ہماری پچاس پچپن سال کی تاریخ میں۔ دو aspects بڑے واضح نظر آتے ہیں۔ ان کو میں شرمناک aspects کہوں گا، یہ بدترین ہیں اور پاکستان کی پچپن سالہ تاریخ پر یہ بدنما داغ ہیں اور وہ یہ ہیں کہ پچپن سالوں میں سے اٹھائیس تیس سال تک فوجی جرنیلوں کی حکومت جنہوں نے اس ملک میں نہ صرف اس کے اداروں کو تباہ و برباد کیا، اس کے آئینی اور جمہوری اداروں کو تباہ و برباد کیا بلکہ اس ملک کے لوگوں کو اپنے مستقبل سے مایوس کردیا۔ اور دوسرا شرمناک aspect یہ ہے کہ ہمارے فوجی حکمرانوں کی بدعہدی اور وعدہ خلافیاں ہیں اور اس ملک کے عوام کو فرد واحد کی نگرانی میں جکڑنے کے ایسے ہتھکنڈے اختیار کئے گئے کہ جو دنیا میں شاید افریقہ جیسے ملک میں بھی جہاں پر اکثر انسان قتل و غارت میں مبتلا ہیں، وہاں پر بھی شاید کسی کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ وہ پارلیمنٹ اور اسی طرح کے دوسرے اداروں کے ذریعے فرد واحد کی حکمرانی کو قائم رکھیں۔

جناب چیئرمین! آج بہت افسوسناک بات ہے، بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ یہ پارلیمنٹ اس ملک میں ایک شخص کی خواہش کو اور اس کی خواہش پر اس ملک میں فوجی حکمرانی اور دائمی Martial Law کو قائم رکھنے کے لئے ایک ایسے Bill پر بحث کر رہی ہے جس سے ہماری نسلیں بھی شرماتی رہیں گی کیونکہ دنیا بھر کی parliaments اپنے جمہوری اداروں کی حفاظت کرتی ہیں، اپنے عوام کو پر اعتماد مستقبل میں بدلنے کے لئے اپنی efforts کرتی ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم اس پارلیمنٹ کے ذریعے اس ملک میں مستقل فوجی حکمرانی کے راستے کو نہ صرف ہموار کر کے آج اس کو stamp لگا رہے ہیں اور لگانا چاہتے ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ شاید ہم اس ملک میں ایک بار

پھر وہ کھیل دوبارہ کھیلنے جا رہے ہیں جس کا ذکر مجھ سے پہلے میرے بھائی امان اللہ کنرانی اور آج اسفند یار ولی نے کیا۔ یہ ماضی کا وہی شرمناک کھیل ہے جو 1971 میں مشرقی پاکستان میں کھیلا گیا اور آج Federation of Pakistan کے اندر، اس ملک کے چاروں صوبوں کے عوام کے درمیان جو سوچوں کا فرق ہے، جو مایوسی کا عنصر ہے اور جو centre of power کے درمیان ٹکراؤ کا سلسلہ دیکھ رہے ہیں، مجھے افسوس سے یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ شاید ہم ایک بار پھر 1971ء کے اسی کھیل کی طرف جا رہے ہیں جہاں ایک federating unit کے طور پر، ایک پاکستان کے استحکام کی ضمانت کے طور پر، شاید ہمیں مشکلات پیش آئیں۔

جناب چیئرمین! جب میں اپنے دوست honourable Member امان اللہ کنرانی کی تقریر دیکھتا ہوں اور جب بلوچستان سے ہم اپنے ان ساتھیوں کی درد بھری اور التجا کرتی آوازوں کو اس ایوان میں سنتے ہیں، جب وہ یہ بات کہتے ہیں کہ آپ بلوچستان کے عوام اور اسی طرح صوبہ سرحد میں قبائلی عوام کو اپنے ملک کے اندر، اپنی اس قوم کے اندر ان لوگوں کو مت ماریں، ان لوگوں کو بمباری کے ذریعے، اپنے ہاتھوں سے قتل مت کریں بلکہ اس ملک کے اندر اس فضا کو پیدا کریں کہ لوگ محبت اور بھائی چارے کے ساتھ، انصاف اور آئینی تقاضوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر رہیں۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ ہمارے اقتدار پر جو قابض لوگ بیٹھے ہیں، انہوں نے اس پارلیمنٹ کے ذریعے اس ملک کے عوام کی بہتری اور فلاح و بہبود کے لئے کوئی ایسے اقدامات کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی لیکن اپنی فوجی وردی کے ذریعے اپنے آپ کو طاقت کا symbol بنانے کے لئے اس Bill کے ذریعے ایک ایسے کالے قانون کو، ایک ایسے بدترین قانون کو اس ایوان میں پیش کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بڑا ظالمانہ قانون ہے، میں ظالمانہ کہوں گا کیونکہ یہ ہمارے سارے قومی تشخص کو بگاڑے گا، یہ ہماری تمام اقدار کو تباہ کرے گا، یہ ہماری مستقبل کی عوام، ہماری اولادوں، ہماری نسلوں کو اس ملک میں نفرت کے ایک symbol کے طور پر رکھے گا۔ جناب والا! آج ہم دیکھتے ہیں کہ جو عالمی طاقتیں ہیں، وہ پاکستان کے اندر بھی عدم استحکام کو جاری رکھنا چاہتی ہیں۔

آپ نے law and order situation دیکھی کہ یہ گزشتہ چار پانچ سالوں میں اور خاص طور پر دو ڈھائی سالوں سے انتہائی خراب ہے، سنگین ہے۔ کراچی سے لے کر وانا تک ایک جیسے

حالات ہیں، نہ کسی غریب آدمی کی اور نہ ہی اس ملک کے جو so called نام نہاد VIP's ہیں ان کی جانوں کی کوئی ضمانت ہے، ان کی جان و مال کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ جب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آج پاکستان کے چاروں اطراف اور خاص طور پرمسلم دنیا میں عراق اور افغانستان، امریکہ اور اس کے حواریوں کے ہاتھوں تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ ان حالات میں پاکستان کو کہ جس کو Muslim World میں اپنا تعمیری کردار ادا کرنا ہے اورتعمیری کردار ادا کرنے کے لئے ایسے وقت میں پاکستان میں جب جمہوری حکومت کو یہاں نہ صرف قائم رکھنا تھا، قائم کرنا چاہیے تھا بلکہ اس کو طاقتور بنانا چاہیے تھا ایسے وقت میں امریکہ اور اس کی جو حواری قوتیں ہیں انہوں نے ایک غیرجمہوری حکومت کو، غیر آئینی صدر کو، جو فرد واحد ہے تقویت دی۔ یہ پارلیمنٹ، یہ حکومت، یہ ہم گزشتہ دو ڈھائی سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ سارے نظام میں relevant نہیں ہے۔ ایک شخص کی حکمرانی ہے، جو defence سے لے کر foreign affairs تک، domestic affairs تک، اس ملک کی معیشت، اس ملک کی تعمیر و ترقی کے منصوبوں تک دخیل ہے اور آپ دیکھ لیں کہ کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے کہ جس میں ایک شخصکی ذاتی خواہش کے مطابق یہ حکومت اس کی لونڈی کے طور پر کام نہ کرے۔

جناب والا! ایسے وقت میں جب پاکستان میں عوام کی امیدوں کی حکومت ہونی چاہیے تھی، یہ ہماری جو عالمی طاقتیں ہیں ان کی خواہش کے مطابق اس ملک میں اس وردی کے نظام کو جاری رکھا جا رہا ہے، ایک غصب کئے ہوئے نظام حکمرانی کو جاری کیا جا رہا ہے۔ میں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے دونوں طرف کے معزز اراکین سے یہ کہوں گا کہ وہ آج کسی ایک شخص کے لئے کام نہ کریں، وہ کسی ایک فرد کے لئے اپنے آپ کو تیار نہ کریں۔ یہ وقت تو چلا جائے گا، یہ پارلیمنٹ شاید چند سال کے لئے ہے، دو سال، ڈھائی سال، پانچ سال اس کے بعد پھر آپ نے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔ کسی شخص کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، نہ اس کی زندگی کی ضمانت ہے اور نہ ان اسمبلیوں کی واپسی کی ضمانت ہے۔ ہمیں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے، ہمیں کوئی ایسا کردار ادا نہیں کرنا چاہیے کہ جس سے ہم یہ سمجھیں کہ ہم اس ملک کے عوام کو مایوسی کے مستقل اندھیروں میں دھکیلنے جا رہے ہیں۔ ہم اس ملک میں جمہوریت کے راستوں کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے جا رہے ہیں، ہم اس ملک میں ایک فرد واحد کی حکمرانی کو دوام بخشنے جا رہے ہیں۔

اس ملک کی حفاظت کا بنیادی ذمہ دار ادارہ ہماری فوج ہے، اس کا اس ملک کے civilian system میں کوئی role نہیں ہے، اس ملک کے political system میں کوئی role نہیں ہے، اس ملک کے democratic system میں اس کا کوئی role نہیں ہے اور نہ دنیا کے کسی شریف ملک میں اس کا role ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں ہم سب اس بات کو یقینی بنائیں کہ یہ وقت جو ہم نے ماضی میں گنوایا ہے اس پر ہم افسوس کرتے ہوئے اپنے مستقبل کو ایک بہترین مستقبل بنانے کے لئے اس بات کا عہد کریں کہ ہم نے کسی فرد کے لئے، کسی سیاسی جماعت کے لئے نہیں بلکہ اس ملک کو، اس قوم کو ایک مضبوط باوقار اور democratic ملک میں بدلنے کے لئے efforts کرنی ہیں۔ وردی اور یہ جو دو عہدے رکھنے کا بل پیش کیا گیا ہے یہ حکومت کو واپس لینا چاہیے۔ ایوان میں موجود ساتھی اپنے ضمیر کو سامنے رکھتے ہوئے اسے مسترد کریں اور سرخرو ہو جائیں ۔ کسی فرد واحد کی لونڈی نہ بنیں ۔ آپ نے سنا پروفیسر خورشید احمد صاحب نے کل اپنی تقریر میں یہ کہا کہ ایم ایم اے کا جو ایگریمنٹ حکومت سے گزشتہ سال ایل ایف او کی منظوری کے دوران ہوا تھا اس میں انہوں نے صاف کہا کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا۔ ہم سے فراڈ کیا گیا۔ کیونکہ اس وقت جو باتیں طے ہوئیں اس میں ہمیں خوشی ہے کہ اے آر ڈی کے طور پر، ملک کے عوام کی ترجمان کے طور پر ایم ایم اے کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتیں جو پارلیمنٹ میں موجود ہیں ان کا اس معاہدے سے کوئی تعلق نہیں ۔ہمیں خوشی ہے اس بات پر کہ کم از کم ایسے وقت میں ہم اس سے دور رہے لیکن ایم ایم اے نے یہ ایگریمنٹ کیا، انہوں نے اپنی دانست میں دیانتداری، اپنے نیک ارادے سے اس ملک کی بقاء کے لئے فیصلہ کیا لیکن اب وہ سمجھتے ہیں کہ ان سے دھوکہ ہوا اور جان بوجھ کر اس قوم سے دھوکہ کیا گیا ۔ اور نہ صرف پولیٹکل پلیٹ فارم پر بند کمروں کے اندر بلکہ اس ملک کے اندر پندرہ کروڑ لوگوں کے سامنے ٹیلی وژن پر آکر جنرل مشرف نے کہا کہ میں اکتیس دسمبر کے بعد وردی اتار دوں گا ۔ اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ ۳۱ دسمبر اور اس کے درمیان میں کون سا ایسا واقعہ پیش آگیا ہے کہ جنرل مشرف کو وردی جاری رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ کیا ان کے پاس نیشنل سیکورٹی کونسل جیسا طاقتور ادارہ موجود نہیں ہے ؟ جس میں جنرل مشرف اور دوسرے قوت رکھنے والے اس کے ساتھی موجود ہیں ؟ کیا ملک کے اندر جنرل مشرف کی مرضی کا وزیر اعظم اوراس کی مرضی کی کابینہ موجود نہیں

ہے ؟ اور کیا جنرل مشرف اور اس کے selected لوگ اور اس کے hand picked لوگ آج بھی اس قوم اور ملک پر حکومت اور ریاست کے اہم ترین فیصلے کرنے کی پوزیشن نہیں ہیں ؟ چاہے وہ سویلین ہوں یا دوسرے ادارے ہوں آج اس کے hand picked لوگ مرضی اور اس کے اشاروں پر چلنے کے لئے تیار ہیں۔ کونسی ایک سال کے اندر ملک کے اندر تبدیلیاں آگئی ہیں ' ایل ایف او کی منظوری سے لے کر آج تک کیا تبدیلی آئی ہے کہ وہ وردی کو جاری رکھنا چاہتے ہیں ؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وردی رکھنے کا جواز نہ تو ۱۲ اکتوبر۱۹۹۹ء کو تھا ' آج بھی نہیں اور اس کے بعد بھی نہیں ہوگا ۔ یہ بڑی بدعہدی ہے اور اس قوم کی بڑی توہین ہے کہ آپ سیاسی اور جمہوری اداروں کو ' سیاسی حکومتوں کو تو ہر دو اڑھائی سال بعد دھکے دے کر ان ایوانوں سے باہر نکالیں لیکن آپ کے پاس چونکہ بندوقیں ہیں ' طاقت ہے ' ٹینک اور توپیں ہیں ' آپ ڈنڈے کے زور پر اس ملک کو آگے لگا کر رکھنا چاہتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ میں اخلاقی جرات ہے تو آئیں' سیاست میں آ جائیں ' میدان سیاست میں اتر آئیں ۔ آپ آکر انتخاب لڑیں' آپ آکر face کریں۔ کہتے ہیں کہ 95, 96 per cent لوگ میرے ساتھ ہیں ' جس شخص کو اتنا بڑا دعویٰ ہو کہ چھیانوے فیصد لوگ اس کے ساتھ ہیں ' اس کو تو وردی کے بغیر بڑی شان سے حکومت کرنی چاہیے' کسی ایسی طاقت کے بغیر کرنی چاہیے کیونکہ وہ عوام کے دلوں کے اندر بستے ہیں ۔ اوراگر ان کے اندر یہ اخلاقی جرات نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ اس قوم پر رحم کرے اور اپنے کام سے کام رکھنے کے لیے واپس ایک یا دو عہدے۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ملک کے عوام دونوں عہدوں کو نہیں مانتے ' اس کی شخصیت کو نہیں مانتے اور وہ اس کو ایک غاصب حکمران کے طور پر آج بھی جانتے ہیں اور ساری تاریخ میں جانتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین! ہماری بڑی ذمہ داری ہے ' اس ایوان کی بڑی ذمہ داری ہے ' آپ کی بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے ہمارے آئین' ہمارے قانون ' ہمارے اخلاق ' سب کچھ تباہ ہو کر رہ جائے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دیتا ہوں ۔ Constitution کی جو restoration ہوئی ' اس ملک کی عدلیہ کو آج تک آئین کے تحت اعلیٰ Judges کو حلف نہیں دیا گیا۔ کتنی افسوسناک بات ہے کہ ایک شخص کو اس ملک میں ڈنڈے کے زور پر کام کرنے کی اتنی خواہش ہے اور انہیں یہ بات پسند نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان

Judges کو جو عدلیہ کی ، ہمارے ملک کی عزت ہیں، جو ہمارے اعلیٰ ترین ادارے ہیں اور جن پر عوام ایمان رکھنا چاہتے ہیں، ابھی تک ایمان نہیں آیا، عقیدہ بنا نہیں ہے لیکن رکھنا چاہتے ہیں، اس کے Judges کو آج تک آئین کے تحت حلف نہیں دیا گیا ، اس لیے کہ یہ ایک شخص کو پسند نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کون سی قیامت آ جائے گی اگر پرویز مشرف کے پاس وردی کی طاقت نہ ہو تو کیا اس کے پاس ڈنڈا نہیں ہے ؟ یہ ساری چیزیں وہ پہلے بھی کر رہا ہے ، آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ جناب! ہم اس کالے قانون کو نہیں مانتے ، ہم اس کو مسترد کرتے ہیں۔ اس ملک کے عزت مند اور غیرت مند لوگ اس کالے قانون کو مسترد کرتے ہیں ۔ اور میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ یہ آمریت کا زعم ، حکمرانی کی خواہش جو ڈنڈے کے زور سے کی جائے وہ زیادہ وقت تک نہیں چلا کرتی۔ یہ کب تک چلے گی، آخر اللہ تعالیٰ کا اپنا نظام ہے اور اللہ کا نظام یہ ہے کہ ظالم کی رسی کو ڈھیل ضرور دی جاتی ہے لیکن جب اس کی گرفت میں آتا ہے تو پھر وہ پرزے پرزے کر دیتا ہے ۔ لہذا میں یہ کہوں گا کہ ہم سیاسی قوتوں کو مل جل کر نہ صرف اس کو ہمیں ایوان کے اندر مسترد کرنا ہے بلکہ اس ایوان سے باہر بھی، ہمیشہ کے لیے ہمیں مارشل لا کے دروازے، فوجی حکمرانوں اور جرنیلوں کی حکمرانی کی خواہش کو بند کرنا ہے ، روکنا ہے اور اس کے لیے ہم ہر قربانی کے لیے تیار ہیں ۔ میں آخر میں یہ شعر پڑھنا چاہتا ہوں کہ

ایسا نہ ہو کہ درد بنے درد لا دوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو۔

شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ مسٹر رضا محمد رضا

سینیٹر رضا محمد رضا۔جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے نہایت اہم موضوع پر بولنے کا موقع دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اپنی بات مکمل کرنے کا بھی موقع دیں گے۔جناب چیئرمین! میں محکوم قوموں کی تحریک، پشتون،بلوچ، سندھی، سرائیکی قوموں کی تحریک پونم کی نمائندگی سے ،سب سے پہلے جناب چیئرمین! اس Bill کو اس ملک کے آئین کے Article 6 کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دینے والا Bill قرار دیتے ہوئے

مسترد کرتا ہوں اور میری دانست میں اس Bill کی حمایت اور منظوری کرنے والا ہر شخص Article-6 کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے خوشی ہے کہ میری اس رائے کی پروفیسر خورشید صاحب نے تائید کی اور میں ان کے ان تمام دلائل کی تائید کرتا ہوں جنہوں نے اس Bill کے ذریعے آئین کے structure کو، آئین کی ساخت کو، ڈھانچے کو تبدیل کرنے کے لیے پیش کیے لیکن میں اس کے ساتھ وفاقی وزیر پارلیمانی امور کی اس رائے کی بھی تائید کرتا ہوں کہ ایم ایم اے نے سترھویں ترمیم کے ذریعے اس military غاصب جرنیل کو President تسلیم کیا تھا۔

اب میں یہ بات غلط تصور کرتا ہوں کہ ایک فرد کی حکمرانی ہے۔ مشرف کی اپنی کوئی واقعتاً حیثیت نہیں فرد کی حیثیت سے۔ ان اقدامات کے ذریعے، سترھویں ترمیم کے ذریعے یا اس بل کے ذریعے ایک ادارے کی بالادستی کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پاکستان کی مسلح افواج کو اس ملک کے سیاسی اقتدار پر مسلط کیا جا رہا ہے۔ دائمی مارشل لاء کے اقدامات کیے جا رہے ہیں اور فوجی آمریت کے ذریعے بالادست صوبے کی بالادستی مسلط کی جا رہی ہے اور اس کا پس منظر، جناب! مجھے یقین ہے کہ پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی محکوم قوموں حتیٰ کہ پنجاب کا ہر جمہوری شخص، جمہوری پارٹیوں کے سیاسی کارکن، ادبی کارکن بخوبی جانتے ہیں کہ برصغیر پر انگریز کی حکمرانی کے خاتمے کے لیے ہماری قوموں کے عوام کی قربانیاں کیا تھیں۔ بالخصوص پشتون قومی تحریک جنہوں نے ہراول دستے میں قربانی دی۔ بلوچوں، سندھیوں، بنگالیوں نے ہراول دستے میں قربانیاں دیں۔ اس کی اہمیت کیا تھی؟ 1935ء کے Independence Act سے وہ بخوبی آگاہ ہیں۔ 1940ء کے اس عمرانی معاہدے سے آگاہ ہیں جس کی روح کے تحت خود مختار ، sovereign ایک فیڈریشن، federating units سے بنا تھا پشتونوں، بلوچوں، سندھیوں اور بنگالیوں کا۔ 1947ء کے Independence Act کے تحت جس طرح پہلی آئین ساز اسمبلی نے Basic Principal Committee قائم کی 1949ء میں اور پھر جو فارمولے آئے، تین فارمولے آئین سازی کے لیے، آئین ساز اسمبلی کا خاتمہ، 54ء اور پھر 55ء میں One Unit کا، قوموں کے وجود کا، federating units کے وجود کا خاتمہ کر کے ایک صوبے کی اکثریت مسلط کرنے کے لیے federating units کے نام پر اور 56ء کے آئین کے ذریعے کس طرح کوشش کی گئی کہ ایک صوبے کی

آمریت مسلط ہو اور پھر 58ء میں مارشل لاء' ایوب خان کا اور پھر جنرل یحییٰ کا Legal Frame Work Order.

جناب چیئرمین! ہر شخص جانتا ہے کہ 1970ء کے انتخابات کے نتائج سے کیوں انکار کیا گیا۔ بنگالیوں کا جو خون بہایا گیا اور پھر 1973ء کے حالات میں ایک ایسا آئین تشکیل دینا جس میں حقیقی پارلیمانی وفاق کا راستہ روکا گیا۔ قوموں کے' اس ملک کی وفاقی وحدتوں کے اختیارات کو سلب کیا گیا۔ ان کے برابری کے حق سے انکار کیا گیا۔ 1973ء کے آئین کی ان تمام دفعات سے ہم سب آگاہ ہیں۔ میں ان کا تذکرہ کروں یا نہ کروں جن کے ذریعے سینیٹ کو بے اختیار بنا دیا گیا۔ بجٹ کے حق سے' وزیر اعظم کے ووٹ اور no-confidence کے ووٹ کے حق سے انکار کیا گیا۔ جناب چیئرمین! ان سب واقعات کا مقصد کیا تھا؟ وہ یہ کہ اس ملک پر ایک ایسا جمہوری نظام مسلط کیا جائے جس میں صرف ایک صوبے کی بالادستی ہو لیکن ایک صوبے کی بالادستی چونکہ مشکل ہے اگر آپ جمہوریت کا راستہ اختیار کرتے ہیں' جمہوریت کے وسیلے استعمال کرتے ہیں۔ عوام کی حکمرانی کے ذریعے' قانون کی حکمرانی کے ذریعے' پارلیمنٹ کے ذریعے 1973ء میں ہمارے لئے اس کے سوا کیا تھا کہ ایک منتخب حکومت ہوگی اور کابینہ پر اس کا اختیار ہوگا۔ جناب چیئرمین! لیکن آج ہم جو اقدامات کر رہے ہیں' جو بل وغیرہ آ رہے ہیں ان کا یہ پس منظر ہے' سب سیاسی کارکن جانتے ہیں کہ 1977ء کے انتخابات میں جاسوس اداروں کے ذریعے کس طرح دھاندلی کرائی گئی اور اس بحران کو کس مہارت کے تحت ایک جنرل کی آمریت کے لئے' فوج کے اقتدار کے لئے وسیلہ بنایا گیا۔ اس وقت PNA کو کس انداز سے استعمال کیا گیا۔

جناب چیئرمین! ہم کہتے ہیں کہ یہ چیزیں اچانک آ جاتی ہیں۔ ہمارے ملک کی آئینی تاریخ گواہ ہے کہ یہ تمام اقدامات ایک منصوبے کے تحت کئے جاتے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق نے جو اقدامات کئے۔ 1981ء کا PCO اور 1985ء کا مکمل مارشل لائی آئین اس نے ہی بنایا تھا۔ اس میں باوجود وہ نیشنل سیکورٹی کونسل کے اہداف میں ناکام رہے لیکن اگلی ترمیم اور 58 (2) b اور وہ تمام اختیارات جس کے ذریعے ایک صوبے کا اقتدار مسلط کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ اقتدار جب جمہوریت کے ذریعے ممکن نہیں تھا تو مارشل لاء کے ذریعے ممکن بنا دیا۔ آپ وہ تمام اقدامات دیکھ لیں جن کے ذریعے قوموں کو' اس ملک کے وفاقی یونٹوں' Council of Common Interest

کے ذریعے، NFC Award کے ذریعے، اس ملک میں ملازمتوں، اعلیٰ فوجی، judicial، انتظامی عہدوں اور تمام وسائل کی تقسیم کے ذریعے اس ملک کی قوموں کا infrastructure بننا تھا۔ ان کی معیشت بننی تھی، ان کو کس انداز سے محروم رکھا گیا۔ NFC کا پہلا Award 1974 میں قائم ہوا۔ ۱۶ سال کے بعد دوسرا قائم ہوا۔ Council of Common Interest میں کبھی بھی joint session میں بات پیش نہ ہوئی، نہ پانی کی تقسیم پر، نہ پانی کی ملکیت پر، Indus Water Accord 1991 بھی پیش نہ ہوا اور نہ کوئی دوسرا اہم معاملہ پیش ہوا۔ جناب چیئرمین! یہ تمام باتیں ہیں۔ آپ اس دور کا جائزہ لیں جب پشتونوں، بلوچوں اور سرائیکیوں کا استحصال ہوتا رہا۔ ہمارے ٹیکسوں، ہماری بجلی، ہمارا تمباکو، ہماری گیس اور ہمارے دیگر وسائل سے حاصل ہونے والے کھربوں روپے کہاں خرچ ہوئے؟ تمام ادوار میں یہ تمام وسائل صرف لاہور اور کراچی پر خرچ ہوئے۔ یہی تو وجہ ہے کہ کراچی والے آمریت کو اتنا عزیز رکھتے ہیں اور لاہور کی اسمبلی اس کے حق میں ووٹ دیتی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ سادہ باتیں نہیں ہیں۔ یہ ایک منصوبے کے تحت ہوئی ہیں۔ کیا جرم کیا تھا نواز شریف نے؟ سوائے اس کے کہ انہوں نے عوام کے اختیار کو، Parliament کی supreme authority کو، یعنی حق کو استعمال کرتے ہوئے ایک فوجی جرنیل جہانگیر کرامت کو تبدیل کیا۔ اسی دن یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آئندہ ہم نے کوئی فیصلہ قبول نہیں کرنا ہے۔ اس نے یہ جرم بھی کیا تھا کہ آٹھویں ترمیم 58-2(b) جو جنرل ضیاء الحق کے اقتدار کے لئے تھی، اس کا خاتمہ کیا تھا تاکہ اختیارات وزیر اعظم کے پاس ہوں۔ قوموں کے حق میں کچھ بھی نہیں کیا لیکن یہ ایک انتہا تھی ان قوتوں کی جو ملک پر فوجی آمریت کے ذریعہ بالادستی قائم کرنا چاہتی ہیں۔ فوج کے ادارے کو استعمال کرکے قوموں کو سیاسی اختیار سے، جمہوری اختیار سے، معاشی اختیار سے اور وسائل کی ملکیت کے حق سے محروم کرنے کے لئے اقدامات ہوتے ہیں۔ یہ 58-2(b) ایک جمہوری حکومت نے ختم کی تھی۔ اب یہ بات شرم ناک ہے کہ وہ تمام قوتیں جو 58-2(b) کے خاتمے کے لئے اکٹھی تھیں، ان ہی قوتوں نے وہ تمام چیزیں شامل کیں جو آمریت نے اپنے اقتدار کے لئے لازمی قرار دی تھیں۔ یہ کام جمہوریت کے تمام دعوے کرنے کے باوجود ہوا۔

جناب چیئرمین! یہ جو ہم کہتے ہیں کہ جنرل مشرف نے 12 اکتوبر 1999 میں ایک جمہوری

نظام جو اپنی تکیل کی طرف بڑھ رہا تھا، جس کے تحت ہم نے وہ تمام اختیارات جو قوموں کو، عوام کو دینے تھے، جو نامکمل تھے، پارلیمنٹ کی بالادستی کے ذریعے سے اس کی تکمیل کرنی تھی، ایک آغاز ہو گیا تھا۔ آئین کی ہر دفعہ کو revise کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل پا گئی تھی ۔ ہر دور میں، بے نظیر اور نواز شریف کے دور میں بھی، یہی کوششیں ہوتی رہیں لیکن جناب چیئرمین! ایک ایسا مقام لایا گیا کہ جنرل مشرف نے اس فیصلے کے تحت جو Corps Commanders نے کیا تھا، یہ ایسی کوئی اچانک بات نہیں تھی۔ اگر فرد کی کوئی اہمیت ہوتی تو وہ تو ہوا میں تھا لیکن اس ادارے نے اس فیصلے کے تحت اس کے اقتدار کو قائم کیا۔ اور اس کا پہلا slogan کیا تھا کہ restructuring of political system کرنا ہے۔ اس میں کیا تھا کہ تمام اداروں کو -- انگن صاحب! آپ میری بات سنیں۔

Mr. Chairman: Please, hear the honourable member.

سینیٹر رضا محمد رضا : تمام اداروں پر، ملک کے تمام اداروں پر فوج کی بالادستی ہو گی۔ ہمیشہ کے لئے فوج کے ذریعے اقتدار چلایا جائے گا، دائمی مارشل لاء کا نظام ہوگا۔ ورنہ کون سا سپریم کورٹ کو اختیار ہے؟ سپریم کورٹ اور عدلیہ، یہ پارلیمنٹ کے تابع ہے۔ پارلیمنٹ وہ ادارہ ہے جو مرد کو عورت اور عورت کو مرد قرار دے سکتا ہے، کسی اور کو یہ اختیار نہیں ہے ۔ سپریم کورٹ کو آئین کی تشریح کا اختیار ہے۔ جنرل مشرف نے اس نام پر PCO کے تحت حلف دلوائے، ایک بار ضیاء الحق نے یہ کام کیا، جسٹس منیر سے لے کر یہ جرائم ہوتے رہے۔ ضیاء الحق نے PCO کے تحت حلف دلوائے ۔ جناب والا! ان ججوں کی کوئی وقعت نہیں ہے جو آئین سے ماورا جرنیلوں کے اقدام سے حلف لیتے ہیں۔اس PCO سے اس جرنیل نے حلف دلوایا ہے۔ جناب والا! restructuring کا slogan یہی تھا کہ تمام اختیارات پر فوج کے ذریعے ایک صوبے کی حکمرانی ہو گی۔ آپ Article 277-AA کے ذریعے --- میں پروفیسر صاحب سے بڑی معذرت اور احترام کے ساتھ استدعا کرتا ہوں کہ جنرل مشرف کے تمام ناروا اقدامات جیسے آمریت مسلط کرنے سے، آئین کا حلیہ تبدیل کرنے سے، restructuring کرنے سے اب وفاقی اور پارلیمانی آئین کو کیا بنایا گیا ہے۔ ایک فوجی مارشل لا، آئین کے تحت ایک نیا Federalism آیا۔ اس میں نہ تو

صوبے کے اختیارات ہیں--- یہ کیا ہے؟ یہ جو Police Ordinance 2002 ہے جو Local Government کے اختیارات ہیں، یہ جو ٹیکسوں کو اکٹھا کرکے اس کا شیئر NFC کے ذریعے یا جو دیگر اقدامات ہیں ، یکے بعد دیگرے سب کو شمار کیا جا سکتا ہے، ان سب کا مقصد اس آئینی ڈھانچے کو تبدیل کرنا تھا اور 270-AA کے ذریعے ہر حرام کو حلال قرار دیا گیا، ہر ناجائز کو جائز ، ہر ناروا کو روا، اور ہر غیر آئینی کو آئینی ۔ یہ Common Wealth اور لاڈر میکنن کیا ہے وہ؟ وہ جو کہتا ہے کہ پارلیمنٹ نے اس جرنیل کو منتخب کیا ہے۔میں نے جناب چیئرمین! Common Wealth meeting میں ان کی ورکشاپ میں کہا بھی تھا میں اسی شخص سے پوچھتا ہوں کہ ہمیں حیرت ہوئی ہے کہ آپ نے ایک جرنیل کوجو حاضرسروس ریگولر آرمی چیف ہے، کیسے صدر منتخب کیا اور کیا کامن ویلتھ کے یہ جوڈیموکریسی کے ideals ہیں یہ ملٹری آمریت کی موجودگی میں پورے ہو سکتے ہیں اور یہی میکنن کسی بھی ملک میں فوجی جرنیل کو برسراقتدار نہیں دیکھنا چاہتا لیکن اگر خوئے بد کے لیے وہ دلیل کے طور پر کوئی لفظ استعمال کرتا ہے اور پارلیمنٹ میں یہ موقع ہمارے ان بزرگوں نے فراہم کیا اور یہ کفارہ بڑا مشکل ہے یہ کفارہ ادا کرنا ہوگا، سترھویں ترمیم کے ذریعے ملک میں مارشل لائی آئین مسلط ہوا اور اس کا لب لباب یہی ہے کہ فوج بحیثیت ادارہ سپریم اتھارٹی کی مالک ہوگی۔جو اختیارات پارلیمنٹ کو حاصل ہیں وہ اب فوج کو حاصل ہیں۔ کیا ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اس آئین کی تمام دفعات کےمطابق صدر نہیں بن سکتا۔ کیوں اس کو صدر تسلیم کیا گیا ؟ یعنی اس کی وردی ۳۱ دسمبر تک کیوں تسلیم کی گئی۔ کونسی آئین کی دفعہ اس کی اجازت دے سکتی ہے اور جب ہم ایک غلط مثال قائم کرتے ہیں تو آنے والاجرنیل بھی پھر یہی کرے گا۔ تاریخ ایسی نہیں ہے۔ آرٹیکل ۶ کی ان تمام لوگوں نے اس وقت بھی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا جنہوں نے سترھویں ترمیم کو منظور کیا۔ اب اس ملک میں آئین کیا ہے؟ آئین دسمبر ۲۰۰۳ء کا مارشل لائی آئین ہےجس میں وہ تمام دفعات شامل ہیں اور وردی تو اس میں جزو ہے۔وردی کی اہمیت کیا ہے۔ایک جرنیل کی وردی کو چھوڑیں چار اور جرنیل ادھر بیٹھے ہیں۔ سیکورٹی کونسل کیا ہے؟ سیکورٹی کونسل کے معنی یہ ہیں جناب! کہ وہ سیکورٹی کونسل پارلیمنٹ پر بھی بالادست رہے گی، حکومت پر بھی ، کل آپ کوئی اور صدر منتخب کریں Electoral College کے عین مطابق، کوئی اور وزیر اعظم لائیں لیکن یہ سیکورٹی کونسل

بالادست رہے گا ۔ جس طرح (b) 58(2) کو واپس لایا گیا ' کیوں لایا گیا؟ اس کو تو ملک کی تمام پارٹیوں نے ختم کیا تھا۔اس میں ایم ایم اے بھی شامل تھی لیکن 58(2) b کیوں لائی گئی۔اس لیے کہ اس کے بغیر ملٹری راج قائم نہیں ہو سکتا۔ وزیر اعظم کو اگر اختیار ہوتو پھر تمام صوبوں کے اختیارات ہوں گے۔پھر گورنر کا اختیار نہیں ہوگا ۔ منتخب اسمبلی اور وزیر اعلیٰ کا اختیار ہوگا۔ اس کے خاتمے کے لیے یہ تمام اقدامات ہوئے۔اب ہمیں کوئی اس دھوکے میں نہ ڈالے کہ ایک فرد ہے۔ فرد کی حیثیت سے ممکن ہے مشرف صاحب سب سے بہتر ہوں لیکن فرد کی بات نہیں، فوجی ادارے کی بات ہے اور یہ سنجیدہ باتیں ہیں۔آج جو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کیا ہے۔واپڈا نے جب بجلی کا ۵۹ میں اختیار لیا اس وقت electrified villages 609 تھے' ایسے گاؤں جن کو بجلی مہیا کی گئی وہ 609 تھے۔ 509 پشتون خواہ وطن میں تھے صرف سو پنجاب کے تھے لیکن ان 57 سالوں میں ہماری hydel power کو develop کرنے کے لیے 50000 میگاواٹ بجلی ہم دے سکتے ہیں اباسین کے پانی سے اور بارش کے پانی سے لیکن کوئی پروجیکٹ نہیں، بلوچوں کی گیس اور minerals اور جنوبی پشتون خواہ میں پانی کو ذخیرہ کرنے کے لیے کوئی پروجیکٹ نہیں بنا۔ services میں ہماری position کیا ہے۔ کون سی نمائندگی ہے، کچھ بھی نہیں ۔ تمام منصوبے لاہور اور کراچی کی مرضی کے تحت ان کی ترقی کے لئے ہیں ۔ یہ سادہ باتیں نہیں ہیں ۔اس اختیار کو فوجی جرنیلوں کے ذریعے غصب کیا گیا ۔ پھر مارشل لائی آئینی دستاویزات کے ذریعے بہانہ بنا کر یہ اقتدار قائم و دائم رکھا ہے جس کے بڑے خطرناک نتائج ہیں ۔

جناب چیئرمین ! یہ جو پالیسیاں اختیار کی گئی ہیں ،میں مشرف کی ایک بات بتاتا ہوں شاید بعد میں میں بھول جاؤں' وہ جو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ یہ اقدامات کئے۔ اس Bill میں بھی اس نے کہا ہے ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ آپ جس ادارے کے اس وقت غیرآئینی سربراہ ہیں ' آپ اس قانون کے مطابق بھی Army Chief نہیں رہ سکتے لیکن اس ادارے نے یہ پالیسیاں بنائی تھیں اور پچیس سال تک افغانستان پالیسی چلائی ۔ آج جو لاکھوں دہشت گرد اسامہ بن لادن کی قیادت میں وانا میں جمع ہیں اور ساٹھ ممالک کے دہشت گردوں نے پوری دنیا کے امن کو ' اس خطے کے امن کو ' اس ملک کی بقا و سالمیت کو چیلنج کیا ہے یہ پیداوار ہے اس Military جاسوسی ادارے کی۔ جنرل حمید گل جو آج کل بڑا جمہوری بنا ہوا ہے اور ARD نے اس کو دعوت

بھی دی تھی ، کتنے افسوس کی بات ہے، میں شیر افگن کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ جو جرنیل تمام جرائم میں شریک ہے پھر کتاب لکھ لیتا ہے کے ایم عارف کہ میری یہ رائے نہیں تھی۔ ہمارا بھی ایک روئیداد خان ہے اس نے کتاب لکھی کہ میری یہ رائے نہیں تھی اور تمام نظام روئیداد خان چلاتا رہا یا غلام اسحاق خان کل کہے تو یہ جرنیل جو جمہوری بن جاتے ہیں یہ ان جرنیلوں کی پالیسی تھی ۔ ساٹھ ممالک سے لاکھوں کی تعداد میں دہشت گرد بلائے جنہوں نے آج وزیرستان کو یرغمال بنایا ہے۔ ہمارے اس مرکزی وسطی پشتونخواہ یا مرکزی افغانیہ کے عوام نہ فوجی بالا دستی کے لئے تیار ہیں نہ فوجی کی موجودگی کو وہاں برداشت کرتے ہیں اور نہ دہشت گردوں کو، دونوں سے نجات دلانی ہوگی۔ فاٹا کے علاقوں میں نہ فوج کا کوئی جواز ہے اور نہ دہشت گردوں کا اورمشن وہ جو کہتے ہیں ہم لڑ رہے ہیں ، دفاع فراہم کر رہے ہیں، پشت پناہی کر رہے ہیں وہ اس کے لئے کچھ لفظ استعمال نہیں کرتے آج کل پتا نہیں miscreant کے کیا معنی ہیں شرپسند کے، دہشت گرد ان کو نہیں کہا جاتا۔

دوسری بات یہ جو آپ کی کشمیر پالیسی تھی یہ تو آپ نے بنائی تھی ۔ یہ فرقہ واریت کی پالیسی اس ادارے کی پالیسی تھی۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، ہاں جناب۔ ضیاء کے گیارہ سال میں یہ تمام قوتیں اس عمل کی support کرتی رہیں امریکہ اور برطانیہ کی قیادت میں، وہ تمام لوگ جو اس دہشت گردی کے بانی تھے، ان کے محافظ اور پاسبان تھے آج مشرف کہتا ہے کہ میں ان کا مخالف ہوں ،آپ ہو نہیں سکتے ؛ یہ آپ کی پالیسی تھی اور اس نے یہ بات بڑی گستاخی کے ساتھ کی کہ افغانستان سے ہم جمہوریت سیکھیں تو پھر پاکستان کا خدا حافظ ۔ میں جنرل کی معلومات میں یہ اضافہ کرتا ہوں کہ جمہوریت افغان عوام کے خمیر وضمیر میں ہے ۔ ان کی Cultural Republican Democracy ہے جرگوں اور مشاورت کی اور اگر آپ نے افغانستان کی جمہوریت کا کچھ علم حاصل کرنا ہے تو یہ جو ہزاروں سال کے عالمی سطح کے مورخین ہیں Harodata پڑھیں یا Havensaan پڑھیں اور یہ جو بامیان کے بھوت تھے یہ بذات خود اس کے گواہ ہیں ۔شیرشاہ کی حکمرانی اس بات کی گواہی ہے

کہ افغان کیسے جمہوریت پسند لوگ تھے ۔ جمہوریت اس خطے میں لوگوں کو افغانوں نے سکھائی ہے۔

جناب چیئرمین! موجودہ الیکشن میں جو ہوا، افغانستان نے تمام بے سروسامانی کے عالم میں جس جمہوریت کا مظاہرہ کیا وہ آپ سو سال تک بھی نہیں کرسکتے ۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب! آپ ختم کریں۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ ایک منٹ میں آپ ختم کریں ۔

سینیٹر رضا محمد رضا، میں اس بات پر conclude کرتا ہوں کہ جو بالا دستی قائم کرنے کے اقدامات ستاون سال میں ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس ملک کی فیڈریشن کو، اس کے آئینی دستور کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس آئین کو ماننے والا کوئی نہیں۔ کوئی اس کو ماننے والا نہیں ہے نہ اس میں وہ قوت ہے جو اپنے آپ کی حفاظت کرے وہ اس لئے کہ اس ملک کی فوج اس آئین کو توڑتی ہے۔ فوج میں اگر برابر کی نمائندگی ہو، پشتونوں، بلوچوں، سندھیوں، سرائیکیوں کی پھر میں دیکھتا ہوں کہ کون مائی کا لعل آئین پر شب خون مارتا ہے۔ وہ مسلح قوت، جو آئین پر شب خون مارتی ہے اس کو بالادست کی تائید حاصل ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب! تشریف رکھیے۔ وقت کافی ہو گیا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، تو پہلی بات میری یہ ہے کہ یہ ایک ادارے، ایک صوبے کے تسلط کے لئے ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی، محکوم قوموں کا مطالبہ ہے کہ ایک نیا عمرانی معاہدہ کرنا ہو گا جس میں قوموں کی برابری کی بنیاد پر آئین ساز اسمبلی کا انتخاب، آئین میں رکھنا ہے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! میں آخری بات کرتا ہوں۔ جناب! میں آخری بات کرتا ہوں کہ اس عمرانی معاہدے کے تحت قوموں کی برابری کو، ملک میں جمہور کی حکمرانی کو، اداروں کی حکمرانی کو، پارلیمنٹ کی سپریم اتھارٹی کو قائم کرنا ہے۔ وہ اس معاہدے کے تحت ہوگا ورنہ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ Bill، وہ Bill والی بات کچھ ایسی ہے اور ایم ایم اے کی خدمت میں، میں

عرض کروں گا، پشتو کی مثال ہے کہ اونٹ کو اس کے وزن سمیت کسی کے حوالے کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس کی نکیل کا مجھے بڑا غم ہے، آپ یہ مجھے دے دیں۔ یہ سترھویں ترمیم جس نے منظور کی اس کو وردی کا کیا رونا ہے۔ اس کے ساتھ میں معذرت خواہ ہوں اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہو۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Do you want to break now or continue.

چلیں۔

ایک معزز رکن، جناب! دس منٹ کی break دے دیں۔

Mr. Chairman: We will reconvene at 1.45 then.

(At this stage the House was adjourned for "Zuhar" prayers.)

(House reassembled after the Zuhar Prayers under the Chairmanship of

Mr. Mohammedmian Soomro).

جناب چیئرمین ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ مسز نگہت آغا ۔ Please be brief. I think, there is agreed time for about five minutes maximum.

Senator Dr. Nighat Agha: Thank you very much for giving me time and I will be very brief but I want to start on a very positive note

Mr. Chairman: You already do.

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا، اس لیے کہ life should be taken positively اگر life positive ہو گی تو آگے بڑھے گی ورنہ نہیں۔

ہم نے حالات کے دھارے پر جو چھوڑا خود کو

کون آئے گا ہمیں پوچھنے، ہم کیسے ہیں

ہم کو خود اپنے لیے موسم گل ڈھونڈنا ہے
ہم نکل آئیں گے گرداب سے، ہم ایسے ہیں

Sir, that is the note that I wanted to start with. اس کے بعد مجھے اپوزیشن کی بہت زیادہ قدر ہے۔ ان کا right ہے جو ان کی سوچ ہے، میں اس کی respect کرتی ہوں لیکن اسی کے ساتھ میں ان سے یہ بھی درخواست کروں گی کہ وہ ہمارے خیالات کی بھی اسی طرح respect کریں۔ That is a request. سب سے پہلے انہوں نے جو چند باتیں کہی تھیں ان کے چھوٹے چھوٹے جواب دے دوں کیونکہ میں ان کی باتوں کو بہت importance دیتی ہوں اور اگر جواب نہ دیا گیا تو ایسے محسوس ہوگا جیسے کہ میں ان کو importance نہیں دے رہی۔ سب سے پہلے انہوں نے کہا ہے کہ قوانین بدلے جاتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ قوانین بدل رہے ہیں لیکن بتائیے کہ قوانین کس نے بنائے ہیں؟ قوانین ہم لوگوں نے بنائے ہیں، ہم ضرورت کے مطابق ان کو تبدیل کرنے کا حق رکھتے ہیں اور ایک چیز میں بتاؤں کہ شاید ان کی یادداشت کمزور ہے کہ ایک شخص نے، ایک civilian Prime Minister نے ایک ہی دن میں آئین میں تین تبدیلیاں کی تھیں ، یہ مثالیں تو پہلے بھی مشہور ہیں اور ویسے بھی انسان کی بنی ہوئی چیز ضرورت کے مطابق بدل سکتی ہے اور اس وقت ضرورت ہے کہ ہم تھوڑی سی changes adopt کریں adoption of flexibility کے بغیر تو life ہی نہیں ہے۔

ان کی دوسری بات تھی کہ صدر صاحب وردی میں ہیں، اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ہے، اور انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ ضرور انہوں نے وعدہ کیا ہوگا لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ حالات کے مطابق انسان کو change ہونا چاہیے اس وقت حالات تھوڑے سے مشکل ہیں ، میں یہ نہیں کہوں گی کہ زیادہ خراب ہیں، مشکل ہیں اور اس وقت وردی رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مصلحت سے کام لیا تھا اور یہودیوں سے مکہ میں truce کر لیا تھا اور پھر ہمیں اسلام سکھاتا ہے کہ to be flexible, to be caring about others تو ایسی کوئی عجیب بات نہیں ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ میں وردی اتاروں گا اور اب رکھ رہے ہیں کیونکہ یہ اس وقت کی ضرورت ہے اور مصلحت یہی ہے کہ وہ وردی رکھیں۔

ان کی تیسری بات یہ تھی کہ تاریخ میں کبھی ایسے دو عہدے نہیں رکھے گئے۔ جناب

والا! میں social sciences student ہوں اور تاریخ میں نے بہت پڑھی ہے، socialogy بھی بہت زیادہ پڑھی ہوئی ہے -----

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب! کورم نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے معزز اراکین آ رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب والا! وردی کا Bill pass کرا رہے ہیں اور Treasury Benches کی ذرا حالت دیکھیں۔

جناب چیئرمین، یہ point بڑا valid ہے۔ I think اگر ممبر آ رہے ہیں ----

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ووٹنگ کرالیں جناب۔ صرف چار ممبر ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! وردی وردی کرتے ان کی زبان نہیں تھکتی اور یہاں بندہ کوئی نہیں ہے ان کا۔

جناب چیئرمین، جی please نگہت آغا please continue. اور مختصر رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا، میں تو مختصر کرنا چاہتی ہوں لیکن انہوں نے لمبا کر دیا ہے۔ تیسرا ان کا اعتراض تھا کہ History میں عہدے ایسے کبھی نہیں رکھے گئے۔ آپ world history نکالیں، Islamic history نکالیں، history of the sub-Continent نکالیں دو کے بجائے چار چار عہدے لوگوں نے رکھے ہوئے تھے۔یہ اعتراض میں ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ نمبر چار، یہ Democracy کی بات کرتے ہیں۔ کونسی Democracy کی بات کر رہے ہیں۔ اگر Democracy world میں ہوتی تو سب سے پہلے کشمیریوں کا حق مانا جاتا، فلسطین کا حق مانا جاتا۔ کوئی حملہ نہ کرتا، نہ افغانستان پر نہ عراق پر، تو کہاں کی یہ Democracy کی بات کرتے ہیں۔ یہ تو تھا ان کے Questions کا جواب۔ میں بالکل تھوڑی دیر لوں گی۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ بہت عزت ہے، بہت احترام ہے جو کہ یہ خیالات رکھتے ہیں لیکن ہمارے خیالات بھی یہی ہیں۔ میں آپ کو as a person بتاتی ہوں کہ میں صدر صاحب کی as a person, as a President and as a General بہت زیادہ admirer ہوں کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اتنا مضبوط کیا کہ پاکستان کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈال دی ہے۔ So personally میں ان

کی بہت زیادہ قدر دان ہوں۔

یہ ٹھیک ہے کہ President کو دو عہدے رکھنے ذرا مشکل ہوتے ہیں کیونکہ کام بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن یہ بات اس وقت ہوتی ہے جب world میں ideal حالات ہوں۔ نہ world میں ideal حالات ہیں نہ پاکستان میں ideal حالات ہیں۔ اس لیے اگر وہ دو عہدے رکھ رہے ہیں، لوگوں نے چار چار رکھے ہوئے تھے، دو عہدے رکھ بھی لیں تو ایسا کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس کا بڑا short بتاؤں گی۔ اس وقت آپ کو معلوم ہے کہ اندرون اور بیرون ملک جو تخریب کاری ہو رہی ہے اور جو ہمارے against چل رہا ہے اس کے لیے بھی بہت ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ میں ایک بار پھر کہنا چاہوں گی کہ یہ شاید history کو بھول گئے ہیں کہ جب بھی civilian Prime Minister آئے ہیں، جب بھی آئے ہیں تو Civilian Prime Minister نے سہارا فوج کا لیا ہے۔ ان کے دور حکومت میں ان کے وزیر رہے ہیں، ان کے مشیر رہے ہیں۔ پھر recently بھی کوئی چند سال ہوئے، کیونکہ فوج کی بہت ضرورت تھی، یہ civil Prime Minister کے وقت کی بات کر رہی ہوں، انہوں نے apart from عہدے دینے کے یہ جو پلاٹس وغیرہ اسلام آباد میں الاٹ ہوئے تھے، 340 پلاٹس دیئے گئے تھے، اس میں فوجیوں کو بھی کافی دیئے گئے تھے why, because they needed Fauji تو اس لیے اگر Civilian Prime Minister کو بھی فوجیوں کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے تو کیوں نہ President فوج کا ہی ہمیشہ رہے۔ تو یہ میری ان سے درخواست ہے۔

Mr. Chairman: Please conclude.

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا. جی بس ختم کر دیتی ہوں۔ بس ۴، ۵ point بول لیتی ہوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے اوپر foreign pressure آ رہا ہے۔ بہت زیادہ foreign pressure آ رہا ہے کہ اپنی nuclear powers کو roll back کریں۔ اس کو stop کرنے کے لئے میرا خیال ہے کہ اگر صدر صاحب وردی میں نہیں ہوں گے تو وہ ہمارا nuclear power فوراً roll back کر دیں گے یا اس کو destroy کر دیں گے۔ تو ایک ہی طریقہ ہے ان powers کو قائم و دائم رکھنے کے لئے اور وہ ہے کہ صدر صاحب وردی میں رہیں۔ وردی کیا وردی

ہے، آپ کیا بات کرتے ہیں؟ یہ تو کپڑے ہیں۔ کپڑوں کو آپ اتنی importance کیوں دیتے ہیں۔ اس میں کیا قباحت ہے۔ آپ لوگ وردی کی کافی زیادہ پرستش کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کام کرتے تھے۔ اب کیا وردی different ہوگئی ہے یا کیا اس کا رنگ different ہوگیا یا اس کے معنی different ہوگئے؟ کیا بات ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ پچھلی حکومتوں کی وجہ سے یا جس بھی وجہ سے میں ان کا نام نہیں لوں گی کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے، borders پر بہت زیادہ تخریب کار جمع ہو گئے تھے۔ اب چونکہ وہ ناکام ہو رہے ہیں اور training دینے کے لئے اب ملک کے اندر مختلف علاقوں میں پھیل گئے ہیں اور یہاں پرہمیں تنگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو بھی دبانے کے لئے ہمیں اس وقت بڑے strong آدمی کی ضرورت ہے جو جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہا ہے۔ دو دفعہ اس پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کون سا دلیر آدمی ہو سکتا ہے؟ جو اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرے لیکن پاکستان کو improve کرنے کی کوشش کرے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس وقت معاشی ترقی ہو رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ صرف وردی کی وجہ سے ہوئی ہے، various factors کی وجہ سے ہوئی ہے لیکن آج اگر وردی اتر جائے گی تو لوگوں کا confidence lose ہو جائے گا اور اس سے معیشت پر منفی اثرات پڑیں گے۔ تو اس کے لئے بھی بہت ضروری ہے کہ وہ وردی کو برقرار رکھیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اس وقت جو ہندوستان کے ساتھ بات چیت ہو رہی ہے۔ اس کے لئے بھی ہمیں show of stance چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ وردی کی وجہ سے صدر صاحب کو stance ہے، ان کو stance ویسے ہی ہے لیکن ہمارے لوگوں کی psyche ہے کہ وردی سے ہم بہت stance دیتے ہیں۔ I mean the opposite party کہ یہ ان کی psyche ہے۔ جب تک ہندوستان کے ساتھ ہماری بات چیت موثر نہیں ہو جاتی یہ وردی اس لئے بہت زیادہ ضروری ہے۔ Actually the general public is not interested in *"wardy"* they are only interested کہ ان کی بقا ہو۔ ان کے لئے پاکستان سلامت رہے۔ تو آواز خلق کو نقارہ خدا سمجھو، وہ نہیں چاہتے کہ وردی اترے۔ Why are some of us insisting کہ وردی اترے۔ کیا پڑا ہے وردی میں؟ چونکہ مجھے کہا گیا ہے کہ بہت short رکھیں۔ اس لئے میں اس

کو short کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

میں آخر میں ایک بار پھر آپ کو ایک light دکھا دوں کیونکہ میں اس سے زیادہ نہیں بڑھنا چاہتی۔

بچھا کے رستوں میں آنکھیں رکھو گلاب موسم قریب تر ہے
جو عزم راسخ دلوں میں ہوگا تو منزلیں بھی ملیں گی ہم کو

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنی بات کی ابتداء اس شعر سے کرتا ہوں۔

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر
تیرے خوف و ذلت کے حلووں سے بہتر

(مداخلت)

Mr. Chairman: No personal comments please.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! وردی کا جو مسئلہ آج سینیٹ میں زیر غور ہے، مجھے افسوس ہے کہ اس حوالے سے آج یہ سیاہ دن ہے۔ آج یہاں ایک سیاہ قانون پاس ہو رہاہے۔ افسوس! کہ آپ کی term of chairmanship اور ہماری term as a member of the Senate کے دوران ایسا کالا قانون اس سینیٹ میں پاس ہونے کے لئے نہ آتا کیونکہ یہ ملک ایک فرد واحد اپنی مرضی پر چلا رہا ہے اور جس وقت بھی چاہے، جس طرح چاہے ممبروں کو استعمال کرسکتا ہے۔ میں جناب والا! حیران ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ وردی دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے اور اسے رہنا چاہئیے۔ جناب والا! یہ rules اور قانون کی violation ہے۔ جو دستور ہم نے پاکستان کے عوام کے لئے بنایا، وہ اسلامی دستور ہے۔ اس کی مشرف صاحب مکمل خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یہاں جو ممبر بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ اپنے گریباں میں جھانکیں اور اپنے ضمیر کو منصف بنائیں تو یہ خود بھی تسلیم کریں گے کہ بندوق کی نوک پر ہم سے قانون

پاس کروانے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ جب تک ہم اس پر مذاکرات کر رہے ہیں، بحث کر رہے ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک چھ سات ممبر ہماری طرف رجوع کریں اور پوری دنیا میں ایک record قائم کریں اور پوری دنیا کو دکھائیں کہ ایک ایسا قانون جو جمہوریت کش ہے، ایسا قانون جو انسان کش ہے، اسے ہم نے اپنے ضمیر کو منصف بنا کر reject کر دیا ہے اور اسے دوبارہ نیشنل اسمبلی میں بھیجا ہے اور اس کے بارے میں ہمیں زیادہ امید اپنے فاٹا کے ممبروں سے ہے۔ انشاء اللہ، ان کی روایت میں یہ ہے کہ وہ اس پر غور کریں گے اور شاید آخری وقت میں یہ اظہار کریں گے کہ ہم اس قانون کے حق میں نہیں ہے۔

جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہمارے کچھ دوستوں نے اس بارے میں MMA کا ان کے ساتھ جو agreement ہوا تھا، اس کا حوالہ دیا۔ میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ اس کا متن میرے پاس موجود ہے۔ اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اس کے متعلق یہ بھول چکے ہیں کہ ہم نے، MMA نے جس وقت یہ معاہدہ کیا تھا، اس وقت ایک آئینی بحران تھا اور ہم نے مشرف کو نکالنے کے لئے اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایک اچھا راستہ فراہم کیا اور ہم نے Article 63 میں لکھا ہے کہ 31 دسمبر سے یہ نافذ العمل ہو جائے گا۔ اب 31 دسمبر کے بعد کوئی جواز ہی نہیں ہے کہ مشرف صاحب اپنی وردی برقرار رکھیں۔ جناب چیئرمین! یہ MMA کی ناکامی نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس پر پشیمان ہیں۔ پشیمان کیوں نہیں ہیں؟ وہ اس لئے کہ مشرف صاحب نے ہمارے معاہدے کے بعد، agreement کے بعد PTV پر پوری قوم کے سامنے یہ اعتراف کیا کہ میں بہت سخت اصلاحات کر رہا ہوں اور MMA کے معاہدے کے بعد میں اس پر پابند ہوں کہ میں 31 دسمبر 2004 کو وردی اتار دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی MMA کی کامیابی اور کیا ہوگی کہ اس معاہدے کے تحت مشرف پوری قوم سے یہ وعدہ کر رہا ہے کہ میں 31 سمبر 2004 کو وردی اتار دوں گا۔ اس نے یہ بات پوری قوم کے ساتھ کیا ہے کیونکہ یہ وعدہ، agreement پوری قوم کے ساتھ کیا تھا۔ تو کیا اسے یہ زیب دیتا ہے کہ وہ قوم کے ساتھ بدعہدی کرے، پوری قوم کے ساتھ دھوکہ کرے اور پوری قوم کو اندھیرے میں رکھے اور پھر دوبارہ ایک گروپ کے ذریعے جسے ہم "بے دریاب" کہتے ہیں، اس issue کو اٹھایا گیا کہ

وردی اتارنی نہیں چاہیے۔ پھر مسلم لیگ کو involve کیا گیا اور انہیں مجبور کیا گیا کہ آپ اس قانون کو پاس کریں۔ حالانکہ اس قانون کے لیے دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ simple قانون نہیں ہے۔ آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی اور یہ تاریخ رقم ہو جائے گی اور آپ جو chair کر رہے ہیں اس کتاب میں آپ کا نام بھی ہوگا اور یہ treasury bench والے جو سیاہ قانون کو ووٹ دے رہے ہیں' اس کو پاس کر رہے ہیں ان کا نام بھی شامل ہوگا اور ہمارے نام انشاء اللہ اس لیے شامل ہوں گے کہ ہم اس کو oppose کر رہے ہیں اور ہم بھی یہ ثابت کریں گے کہ اس وقت oppose کرنے والے کون تھے۔ جناب چیئرمین! جو فوجی حکومت کہتی ہے کہ دہشت گردی کے لیے وردی ضروری ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ اس ملک پر جب بحران آیا' اس ملک کو جس وقت دو لخت کیا گیا' اس وقت سول حکومت تھی یا فوج کی حکومت تھی۔یہ میرا سوال ہے ؟ آپ تاریخ کو دیکھیں کہ یحییٰ خان کے دور میں بنگلہ دیش بنا' اس وقت وزیر اعظم کون تھا؟ یا چیف آف سٹاف کے دور میں بنا۔ افسوس کی بات ہے کہ اس وقت 90,000 فوجی گرفتار ہوئے جبکہ پوری دنیا میں آپ record check کریں۔ 90,000 عورتیں بھی کبھی arrest نہیں ہوتیں۔یحییٰ خان کے دور میں 90,000 فوجی قید ہوئے پھر ذوالفقار علی بھٹو نے ان کو چھڑانے کے لیے کوششیں کیں۔اس کے بعد سیاچن کا جو واقعہ ہے وہ بھی ضیاء الحق صاحب کے دور میں ہوا۔میں نہیں سمجھتا کہ جب فوج کے دور میں ملک ٹوٹ جاتا ہے' ملک دو ٹکڑے ہو جاتا ہے تو پھر بھی کہا جاتا ہے کہ وردی پہننا اس لیے ضروری ہے کہ یہ ملک کے مفاد میں ہے یا یہ کہ باہر ملک کا image بڑھے گا۔جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے ساتھ زیادتی ہے اور یہ چودہ کروڑ عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔جہاں تک rules کی بات ہے ہمارے ساتھیوں نے دستور کا حوالہ دیا۔ میں ان کو repeat کرنا نہیں چاہتا ہوں لیکن ان میں چند جو اہم ہیں' ان کا میں ضرور ذکر کروں گا۔ آرٹیکل 6 میں ہے کہ جو آئین کو منسوخ کرنے کے لیے سازش کرے گا یا اس کو تہ و بالا کرنے کے لیے کوشش کرے گا اس کی سزا پھانسی ہے۔ کیونکہ یہ آئین متفقہ آئین ہے' اگر اس کو آپ چھیڑیں گے تو جو وحدت ہے' جو فیڈریشن ہے' اس کا وجود ہی نہیں رہے گا۔تو میں سمجھتا ہوں کہ اس آرٹیکل کی مکمل violation ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ آرٹیکل 43 میں ہے کہ صدر دوسرا عہدہ نہیں رکھ سکتا ہے' ایک ہی عہدہ

اس کے پاس ہوگا۔ آرٹیکل 54 میں ہے کہ اگر صدر پارلیمنٹ کا اجلاس بلاتا ہے' اگر وہ چیف آف سٹاف بھی رہے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چیف آف سٹاف پارلیمنٹ کا اجلاس بلاتا ہے۔یہ تو بالکل اس کے opposite ہے۔ آرٹیکل 56 میں یہ ہے کہ صدر ' چیف آف سٹاف دونوں combined آ کر joint session سے خطاب کریں گے' اس کے معنی یہ ہوں گے کہ چیف آف سٹاف خطاب کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر گورنر' وزراء اعلیٰ' وزیر اعظم اس کے کہنے پر اسے مقرر کرنے کے لیے تجویز دیتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو چیف آف سٹاف متعین کریں گے۔ جناب چیئرمین! آرٹیکل 41 میں یہ ہے کہ جمہوریہ کے وفاق کی صدر نمائندگی کرے گا۔ جب وہ چیف آف سٹاف بنیں گے تو اس کے پاس دو عہدے ہوں گے تو وہ کونسا جمہوری اتحاد ہے کہ جس کی وہ نمائندگی کریں گے۔ Article 42 میں ہے کہ صدر نفع بخش عہدے پر فائز نہیں ہو گا۔ Article 245 میں ہے کہ مسلح افواج وفاقی حکومت کی ہدایات کے تحت بیرونی طور پر جنگ کے خطرے کے خلاف پاکستان کا دفاع کرے گی اور قانون کے تابع حکام کی امداد کرنے کے لئے جب طلب کیا جائے تو کام کریں یعنی براہ راست مداخلت کرنے کا جواز نہیں ہے۔ جب انہیں طلب کیا جائے گا تو تب اسے مدد کے لئے جانا پڑے گا۔ میں حیران ہوں کہ صدر کے پاس 58-2(b) بھی ہے' صدر کے پاس نیشنل سیکورٹی کونسل کے اختیارات بھی ہیں' اس کے باوجود صدر کو کیا خطرہ لاحق ہے کہ اگر میں وردی اتاروں تو میری powers lose ہو جاتی ہیں' میرا control lose ہو جاتا ہے۔ جناب! پھر بھی members آپ کے رحم و کرم پر ہیں' ان کو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اگر آپ میری بات نہیں مانیں گے تو میں اسمبلی dissolve کر دوں گا' ختم۔ نیشنل سیکورٹی کونسل میں چاروں فوجی سربراہ موجود ہیں' وہاں جو بھی آپ pass کرنا چاہیں تو آپ کی اپنی مرضی ہے' اس کے باوجود آپ اس پر بضد ہیں کہ میں وردی نہیں اتاروں گا۔

ہماری ایک محترمہ نے ہندوستان سے مذاکرات کے حوالے دیئے کہ مذاکرات کے حوالے سے وردی ضروری ہے تو پھر واجپائی کو بھی باوردی بنایا جائے۔ ہم ایک قرارداد پاس کریں کہ واجپائی باوردی ہو یا وہاں ہندوستان کے جو صدر ہیں ---

جناب چیئرمین: اب وہاں واجپائی صاحب نہیں ہیں، من موہن سنگھ ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ہاں! جو موجودہ وزیر اعظم من موہن سنگھ ہیں انہیں بھی باوردی بنایا جائے۔ ابھی آپ اِدھر سے باوردی صدر کو مذاکرات کے لئے بھیج دیتے ہیں اور وہاں سے سویلین وردی میں من موہن سنگھ مذاکرات کے لئے آتے ہیں۔ وہاں کا وزیر اعظم حیران ہے کہ میں civilian dress میں ہوں اور یہ فوجی dress میں ہے، یہ تو پاکستان ہندوستان میں بڑا فرق نظر آتا ہے ۔ یہ کیا ہے۔ چاہیے یہ کہ ان کے وزیر اعظم کو باوردی بنایا جائے۔ جنرل مشرف صاحب جب جنرل اسمبلی میں خطاب کے لئے گئے اور اگر اس میں کوئی بہادری تھی تو وہاں باوردی خطاب کرتے، وہاں انہوں نے باوردی خطاب نہیں کیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آج کی democracy میں وردی ایک اچھی چیز نہیں ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ پوری دنیا میں democracy آنی چاہیے۔ وہاں شوکت عزیز صاحب کا حق تھا کہ وہ جا کر خطاب کرتے۔ اس ملک کو صرف ایک فرد واحد جو کہ GHQ میں بیٹھا ہوا ہے، وہ جس طرح بھی اس ملک کو چلانا چاہتا ہے وہ چلاتا ہے۔

جناب چیئرمین! دو مہینے میں تین وزیر اعظم تبدیل ہوئے۔ ایک وزیر اعظم پر کون سا مشکل وقت تھا کہ دو مہینے کے لئے چوہدری شجاعت حسین کو موقع دیا گیا۔ آپ اسی وزیر اعظم جمالی صاحب کو continue کر لیتے۔ اس کے بعد جس مستقل وزیر اعظم شوکت عزیز کو آنا تھا انہیں لے آتے لیکن پوری دنیا میں اس طرح نہیں ہوا کہ وزیر اعظم کو تجویز کیا گیا اور اسی کو پھر یہ کہا گیا کہ اسی دن اعلان کریں کہ اصل وزیر اعظم شوکت عزیز ہیں۔ یہ ملک کو کہاں لی جا رہے ہیں، کس طرح چلا رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ جناب! اگر ہم اس پر غور نہ کریں تو جو آنے والی نسل ہے، چودہ کروڑ عوام معاف نہیں کریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ جا کر کسی بھی گلی میں، کسی بھی روڈ پر اس کے بارے میں کھلی کچہری کریں، لوگوں سے پوچھیں کہ آپ وردی کے حق میں ہیں یا مخالفت میں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دو فیصد لوگ بھی آپ کو اس کی حمایت میں نہیں ملیں گے کیونکہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں بے روزگاری ختم ہو۔ پونم والے کہتے ہیں کہ آئین میں تبدیلی لائی جائے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ غدار ہیں جب کہ یہ آئین کو

سلب کر رہے ہیں، آئین کی بالکل violation ہے۔ پوری دنیا کو یا ابھی جو یورپی یونین کا جنرل سیکرٹری آیا۔ میں حیران ہوں ان ممبران سے جو ممبر آف پارلیمنٹ ہیں اور یہ کالا قانون---

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ، جنرل مشرف صاحب نے بغیر اسمبلی کے اگر وردی پہنی تو ٹھیک ہے لیکن میں حیران ہوں ان ممبران سے جو ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہیں اور یہ کالا قانون لے آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کوئی ملک ہے کہ ممبر آف پارلیمنٹ اپنی حیثیت کو نہیں سمجھتے ہیں کہ ایک ایسے قانون کو وہ پاس کر رہے ہیں جس پر پوری دنیا حیران ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فوجی حکومت ختم ہو جائے اور پاکستان کی پارلیمنٹ اس کو پاس کر رہی ہے کہ اس کو چلنے دیا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا را! ہم اس ملک اور قوم پر رحم کریں اور ہم یہ فیصلہ کریں کہ یہ جو وردی کا قانون' سینیٹ میں آیا ہے اس کو دوبارہ مسترد کریں اور ان پر یہ ثابت کریں کہ اگر آپ کی ذات پاکستان کے لئے لازم و ملزوم ہے اور آپ اقتدار کو share نہیں کرنا چاہتے ہیں تو یہ اس قوم کے ساتھ فراڈ اور دھوکہ ہے اور آپ اس قوم کو کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ میں آخر میں کہوں گا کہ اگر یہ اس پر ہوش کے ناخن نہیں لیتے ہیں اور وہ باز نہیں آئیں گے تو 31 دسمبر کے بعد نہ وردی رہے گی نہ ظلم و تشدد رہے گا۔ ہم تمام حالات کو خراب کر کے اسلام آباد میں لانگ مارچ کریں گے۔ ہم پچاس لاکھ لوگوں کا مجمع کھڑا کریں گے۔ میں آخر میں کہنا چاہتا ہوں کہ

اپنی مٹی پر چلنے کا طریقہ سیکھو
سنگ مرمر پر چلو گے تو پھسل جاؤ گے۔

جناب چیئرمین، جناب محمد انور بیگ۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ، اسی لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ آپ بار بار کیوں insist کر رہے ہیں، آپ اس کو بلڈوز کرلیں۔

جناب چیئرمین، عباسی صاحب! ایک چیز agree ہوئی ہے۔ عباسی صاحب تشریف

رکھیے we will abide what was agreed

سینیٹر وسیم سجاد، یہ جو بار بار الزام لگا رہے ہیں they should bulldoze and they should withdraw that word.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، آپ کیوں بار بار کھڑے ہو رہے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، ثنا اللہ صاحب نے وہی تقریر اپنی دہرائی ہے جو پہلے کئی دفعہ کر چکے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، جناب انور بیگ۔ بیگ صاحب کی تقریر سنتے ہیں۔ عباسی صاحب! بیٹھیں بیگ صاحب کی تقریر سن لیں۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، انہوں نے ایک offer دی تھی جس کو accept کیا گیا تھا that become a contract اور اس contract کی روشنی میں ہم چلانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، اسی میں time frame agree ہوا تھا، اسی کے حساب سے چلیں گے۔ عباسی صاحب کا point valid ہے۔ جو agree ہوا تھا اس کو follow کریں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میری گزارش یہ ہے کہ بار بار مائیک پر نہ آئیں، اچھی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، آپ موقع نہ دیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman : "I, Pervez Musharraf do solemnly swear that I will pay true faith and religion to Pakistan and uphold the Constitution of Islamic Republic of Pakistan which embodies the will of the people. That I will not engage myself in any political activities whatsoever and that I will honestly and faithfully serve Pakistan and the Pakistan Army. May Allah Almighty help and guide me." Sir, this is the Oath which Mr. Pervez Musharraf and the

other Military and Armed Forces Officers take at the Military Academies. I would like to say that too much has been said on the Presidential address to the Nation on the 24th of December, 2003. I would just like to recall and state one paragraph which Mr. Musharraf addressed to this Nation on the 24th of last year December." I have decided that I will remove my uniform by December 04, relinquish the Office of the Army Chief of Staff and during this period I will decide about the exact date".

Mr. Chairman I would also like to remind my honourable colleagues that on the 5th of August 1947, I have given this example once before, I would like to remind my honourable friends once again, it was New Dehli, 5th of August, 1947, the Muslim Army Officers of the Indian Army had invited Quaid-i-Azam at a reception at Lt Col. Shahid Hamid's residence who later expired in Pakistan as a Major General and at that reception one of the Army Officer was crippling that Quaid-i-Azam should have discussed before appointing the Services Chief for the Pakistan Armed Forces. When Quaid-i-Azam arrived at that reception in the evening, he was told about this comment made by another muslim officer. The Quaid-i-Azam walked up to him and pulled him up with his shirt and said, young officer, I do not know your name but let me make it loud and clear that in Pakistan, Pakistan will be governed by civilian authority and not Military Authority and if you do not want, if you do not like this do not opt for Pakistan. Sir, I think my friend forgotten what Quaid-i-Azam said and Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah did not get this Pakistan while wearing a uniform of the Indian Army. It should be loud and clear

this Pakistan was made for the Pakistanis, the poor people of Pakistan and it will always be ruled by a civilian authority inspite of these military dictatorships prevailence in this country. Sir, I will like to just go into brief history of the military dictatorship we had in this country. Ayub Khan took over this country and the first thing he did was to abrogate the Constitution of this country. He held fraud elections, he stood against Mohtarama Fatima Jinnah. Mr. Chairman, let me tell you that in the year 1965, I was a B.D. member in Karachi and I was an independent candidate against the Muslim League Convention candidate. Sir, let me tell you today that even at that time I was given a bribe of 2000 Rupees which was the rate for a B.D. member to put a vote for General Ayub Khan and I rejected it and I am proud that I voted for Fatima Jinnah and in the end we know what was the end of her life when one of the legal advisors of Mr. Musharraf went on record to say that she was poisoned to death. It was a matter of shame that under military dictatorship we have the sister of the founder of the Nation poisoned to death and he never issued contradiction to that.

Let me remined my friends on the treasury benches that Pakistan Muslim League Convention was created the by then General and upon his demise, Convention Muslim League was burried with the General in the Army graveyard. Today, I mean we are again and before he left powers instead of handing over power to the speaker of the National Assembly then, when there was no Senate he handed over power to another general known as Mr. Gen. Yahya Khan. Sir, history has written about this

gentelman that he was a drunkard, a womanizer and a man who destroyed this country, the man who is responsible for dismemberment of Pakistan and I have to state with deep regret that on his death, this man was given a burrial with full military honours. It is very regrettable that the man responsible for the break up of this country, was given a burrial with full military honours. Sir, then comes the era of General Zia-ul-Haq, the man who said, " We preach Islam" another fraud General, another fraud referandum, another fraud Mujlis-e-Shoora. A man who gave fundamentalism to this country, a man who created ethnic group in this country and then Siachin war he had black face over there and finally sir, what happened that he died in air crash and I would like to remind Mr. Musharraf that the uniform could not save him.

I would like to pin point some areas of Mr. Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto's era. Sir, the difference between a military dictatorship and a civilian rule; during Mr. Bhutto's era when he took over this country in 1971 and then elected in 1972. Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto brought in 91000 prisoners from Inida without any condition on Jummu and Kashmir. Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto is the founder of the nuclear bomb in this country. Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto gave us the 1973 Constitution which has been tampered again and again by military dictators. He is the man who gave Steel Mills in Karachi where today over 150000 dependents are eating their food, eating their butter. He gave the Heavy Mechanical Complex, he gave the Aeronautical Complex. Sir, these are the things which you cannot remove from history and see on the other hand what

have these generals given in the last 30, 40 years of their rule, except poverty. Poverty today is touching its heights and sir, let me tell you that we used to travel on the highways between Karachi, Lahore and everywhere, we used to see slogans at the back of the trucks

"پاک فوج کو سلام"

Sir, where are those slogans gone? Sir, I would like to appeal to my friends, my brothers and sisters on the other side of the aisle for God's sake don't give this power to General Musharraf that he should continue with the uniform. Sir,

اپنے آپ کو یہ commando کہتے ہیں، sir, اگر اتنے دلیر ہیں، اتاریں اپنی وردی، آئیں میدان میں، قوم کی خدمت کرنی ہے، بڑے شوق سے کریں اور

go though a process which is laid down in the Constitution of Pakistan, not with that uniform which he has got on and which probably,[xxx]

Mr. Chairman: let us not make any personal comments please.

Senator Muhammad Enver Baig: What didn't General Musharraf give to this country ? He overthrew an elected Government, he went through a fraud referandum, he kicked out an elected President, he appointed himself as the President of the country, he gave an extension to himself as a Chief of Army Staff until further notice. Sir, this is what General Musharraf has given and he talks of democracy, he talks that I want to strengthen the institutions of democracy. Sir, PMA

کے اندر کوئی subject ایسا نہیں ہے کہ جہاں democracy سکھائی جاتی ہے،

+ [(xxx) Words expunged by the Orders of Mr. Chairman.]

they are taught to kill and hold and nothing more than that. And sir, above all he gave us Kargill, we lost over 3000 young officers in that episode and as an adventurous mission into Kashmir and today he is coming up with all sort of stupid kind of proposals giving to India on this issue. Sir, let me tell you, this is not going towards the will of the Pakistani people, that is going to prevail in the end

یہ کب تک چلے گا۔

Let me tell my friends on the other side of the aisle. He is going to [xxx] please tell the honourable Minister [xxx]

جناب چیئرمین، میں نے پہلے کہا ہے کہ all unparliamentary words will be deleted and expunged from the record.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, what has General Musharraf given to this nation, he came up with seven point agenda. Where is the seven point agenda? Today there is one point agenda. How to keep his uniform on and let me tell my friend on the other side of the aisle.

ان سے وہ rubber stamp تو لگوا لیں گے and then he is going to pack them up, all of us.

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھ لیجیے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I know, I appreciate that, thank you. He is going to pack us up. For God's sake, please tell them, don't go and make this mistake and get this *Thappa* on the man.

\+ [(xxx) Words expunged by the Orders of Mr. Chairman.]

He is going to ruin this country, what has he given? Fundamentalism, he has given terrorism,

گاؤں گاؤں میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، گاؤں گاؤں میں terrorism ہو رہی ہے۔ What has کیا he given? Killings in Karachi, killings in Multan, in Sialkot, in Quetta.

ہوا اس کا، کیا result ہے؟ Has anybody been caught? وانا میں انہوں نے innocent لوگوں کو مارا، we lost 175 soldiers, this is as per the statement of the Corps Commander Peshawar. So, where are we heading, what are we trying to give this nation? Terrorism.

جناب آپ یقین کریں after this bombing in Islamabad yesterday at the Marriot Hotel, all foreigners from the country have disappeared. Sir, is this what we are looking for, is this what we are going to give our children tomorrow that fundamentalism is there. جناب! اس طریقے سے ملک نہیں چلتا، For God's sake, military dictatorship and democracy cannot go together.

Either you have a military dictator or you have democracy? یہاں میرے دوست جو اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں وہ سب جا کر PMA میں بھرتی ہو جائیں اور ٹھیک ہے then everything is fine, then let's have Corps Commanders and Generals sitting in this august body rather than politicians.

جناب چیئرمین: Please conclude now. آپ کا وقت ہو گیا ہے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, then he talks of giving good governance.

ماشاء اللہ 62 Members کی Cabinet ہے اور جناب! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ میں نیب زدہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، criminals are in the provinces. he is the man who invented the *Lota Culture* and see what he has done.

There are many friends have on our side, what he did, he suspended that clause before Mr. Jamali could get that vote of confidence that you can do the floor crossing. فلور کراسنگ ہو گئی، numbers پورے ہو گئے it was reinstated and we lost some 19 odd people who are today known as per Professor Ghafoor that *Lota* is....

Mr. Chairman: Let's not use such words.

سینیٹر محمد انور بیگ، نہیں جناب! پروفیسر غفور صاحب نے وسیم سجاد کو یہ prove کیا تھا that this was the word used by Pundat Jawaher Lal Nehro in India.

Senator Wasim Sajjad: Mr. Chairman sir, in our history it has purified thousands and millions of people, we should not debase and defame the *Lota*.

Mr. Chairman: Baig sahib, conclude it in two minutes.

ایک معزز رکن، جناب چیئرمین ۔ یہ اضافہ ہے' یہ بے پیندا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب بے پیندا نہیں ہوتا' یہ اس زمانے میں بے پیندا تھا جب لوگ اسے کھیتوں میں استعمال کرتے تھے۔ اس کا round base ہوتا تھا تاکہ اسے مٹی میں گاڑ کر fix کر دیا جائے۔ یہ اس کی history جانتے نہیں ہیں' بغیر اس کی history جانے خواہ مخواہ اس پر الزامات لگا رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب! لوٹے کے ساتھ ٹونٹی بھی ہوتی ہے اور وہ غلاظت دور کرتی ہے' لوٹا بغیر ٹونٹی کے نہیں ہوتا۔

ایک معزز رکن، سر' لوٹے نوں بٹھاؤ۔

Mr. Chairman: Mr. Enver Baig, please continue and be relevant.

شیر افگن صاحب! بیٹھیے ۔ Let's continue and please try to conclude in two

minutes.

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, today General Musharraf does not want to take off his uniform, why? Why doesn't he want to take off the uniform? Sir, it is very simple

یہ تو چڑیا طوطے کی کہانی ہے کہ international terrorism ہے' فلانا ہے' ڈھمکانا ہے۔ The point of the matter is that he does not trust the uniform, he does not trust the institution which he comes from. And he also does not turst the institution which he has created which is this Parliament, the National Assembly and the Senate of Pakistan. جناب! مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ my friends on the other side of the aisle in particular Pakistan Muslim League, sir, they call themselves a political party, today General Musharraf has got no affiliation officially with the political party.

جناب! میں یہ آپ کو ایک display کرتا ہوں' انہوں نے اپنا ایک پاکستان مسلم لیگ کا pamphlet بنایا ہے ۔ جناب! اس میں پہلے جنرل مشرف کی تصویر ہے ۔ This is a matter of shame for political party. It is a matter of shame that on the pamphlet of the political party, you have a serving General of the Pakistan Army جناب! پاکستان کے لوگوں کی اس سے بڑھ کر اورکوئی توہین نہیں ہوسکتی۔ Sir, it is a matter of shame and disgrace for us.

جناب چیئرمین: بیگ صاحب! آپ کا وقت ختم ہوگیا ہے ۔ تشریف رکھیں ۔

Senator Muhammad Enver Baig: I am just concluding sir.

Mr. Chairman: Then one minute more and please finish.

(Interruption)

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! اس کو یہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ کل

باہر وزیر اعظم کے ساتھ دورے پر جا رہا ہے۔ ---------

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, could you please tell this[xxx]of mine to keep quiet.

(مداخلت)

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب چیئرمین! میری [xxx] کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ میں وزیر اعظم کے ساتھ باہر نہیں جا رہا۔ میں تو پاکستان کی نمائندگی کرنے جا رہا ہوں۔ ----

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، مشرف کے کھاتے میں تو جا رہا ہے۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب چیئرمین! میری[xxx] کو کہیں کہ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر آغا پری گل، [xxx] اپنے آپ کو [xxx] سمجھتی ہوں۔

Mr. Chairman: No cross talk please.

پری گل آغا صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب چیئرمین! میں تو ابھی جوان ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! آپ انہیں سمجھاتے کیوں نہیں ہیں۔ یہ کوئی طریقہ ہوتا ہے۔[xxx] کیوں؟ اس دن بھی انہوں نے گند مچایا۔ اتنی سینیٹ[xxx] ہوگئی۔ اب ہم یہ باتیں نہیں چھوڑیں گے۔ یہ غلط بات ہے آپ جس طریقے سے سن رہے ہیں۔

Mr. Chairman: I think, let's expunge all unparliamentary remarks and no cross talk.

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, could you tell the honourable lady member to sit.

سینیٹر آغا پری گل، یہ خود پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین تھے اب حکومت میں

+ [xxx] Words expunged by the Orders of Mr. Chairman.]

نہیں ہیں تو درد ہو رہا ہے - یہ درد کی بات ہے آرام سے رہو- میں وہ نہیں ہوں جو آپ ہیں- میں لوٹا لوٹی نہیں ہوں ---

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, could you please tell the honourable member to sit.

سینیٹر آغا پری گل، [xxx] آپ کو [xxx] نہیں آتی' اتنے زیادہ [xxx] ہو گئے ہو- اس کی باتیں دیکھو-

Mr. Chairman: Please no personal remarks. Let us expunge them from the record.

سینیٹر آغا پری گل، اپنے آپ کو [xxx] سمجھتے ہیں- اتنے [xxx] نہیں ہو' جتنا آپ سمجھتے ہو-

جناب چیئرمین، آپ ختم کریں-

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman! make her sit.

جناب چیئرمین، ختم کر کے بیٹھنا-

سینیٹر آغا پری گل، مشرف برا ہے- کیوں مشرف برا ہے-

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, make her sit.

سینیٹر آغا پری گل، آرام سے رہو- خبردار -

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, please make her sit.

Mr. Chairman: Let the honourable Member finish his speech.

سینیٹر آغا پری گل، خبردار' اگر ایک پوائنٹ بھی تو آگے بڑھا-

+ [xxx] Words expunged by the Orders of Mr. Chairman.]

جناب چیئرمین، ممبر کو ذرا بولنے دیں۔ اپنی speech ختم کرنے دیں۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ کل کا جو تماشا تھا وہ اور تھا ۔ آج کا تماشا جو ہے ناں تیرے لیے [xxx] ہوگا پھر ۔ یہ میں بتا دوں ۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, could you please ask her to sit.

جناب چیئرمین ، انہیں تقریر ختم کرنے دیں اور all unparliamentary and personal remarks be expunged from the record. اب آپ ختم کر دیں۔

سینیٹر آغا پری گل، وہ قائد اعظم کے بارے میں کیا بول رہا ہے۔ صدر کے بارے میں کیا بول رہا ہے ۔ کیوں بول رہا ہے ؟

جناب چیئرمین، کیا بول رہا ہے ؟

سینیٹر آغا پری گل، وہیں بیٹھ کر خود روٹیاں کھاتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور شام کو ان کو برا کہتے ہیں۔ آپ انکوائری کریں ناں یہ کدھر ہوتا ہے رات کو۔

سینیٹر وسیم سجاد ،میرا خیال میں ہمارا culture ہے خواتین کا احترام کرنا چاہیے۔ ہم سب ممبران میں صبر اور برداشت ہونی چاہیے۔

سینیٹر آغا پری گل، ایسے ہی یہاں بیٹھ کر کہتے ہیں کہ عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ اب عوام ان کو سمجھ گئی ہے۔ اب یہ سینیٹ ہے ۔ سینیٹ میں ہم برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے پہلے دو دن ہماری بدنامی کی ۔ہے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Could you please ask her to sit down.

سینیٹر آغا پری گل،سب سے بڑا (xxx) تو خود ہے۔ یہ لوگوں کو کہتا ہے ۔ یہ خود کیا ہے ؟

+ [(xxx) Words are expunged by the orders of Mr. Chairman]

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, now she is crossing the limits.

Mr. Chairman: Please no cross talk, no personal remarks. Let's have order in the House. All personal remarks are expunged and there should be no cross talk.

اب اسے ختم کر کے بیٹھنے دیں۔

سینیٹر آغا پری گل، بہت ہوگیا ہے ۔ بہت ہوگیا ہے ۔ اب اگر دوبارہ ہوا تو، یہ غلط بات ہے یہ کس طرح کے لفظ استعمال کر رہا ہے ۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں ایک دفعہ بھی نہیں ہونا چاہیے تھا ۔ دوبارہ کیوں ایک دفعہ بھی نہیں ہونا چاہیے تھا ۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، یہ غلط بات کر رہا ہے کیوں کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں as a Member let him finish his speech.

سینیٹر آغا پری گل، چلیں سب خواتین اٹھیں ہم واک آؤٹ کرتی ہیں۔ چلو ------

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، نہیں یار غلط ہے ۔ President کے بارے میں یہ [xxx] ہے، یہ کیا بکواس ہے ۔ یہ غلط ہے ۔ نہیں چھوڑو ۔ جب سے یہ لوگ آئے ہیں تو [xxx] کردیا ہے۔ ہماری اتنی سینیٹ میں [xxx] ہوئی ہے۔ ان کی وجہ سے اتنے بڑے بڑے اشتہار چھپے ہیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: OK sir, I withdraw the word [xxx], my honourable sister.

سینیٹر آغا پری گل، اگر میں اس کو grandfather کہوں تو اس کے لیے کیا رہ

\+ [xxx] Words expunged by the Orders of Mr. Chairman.]

جائے گا۔

جناب چیئرمین، انہوں نے withdraw کر لیا ہے ۔ آپ تشریف رکھیں، اب ختم کرنے دیں۔

سینیٹر آغا پری گل، میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اگر اس نے صدر مشرف کے متعلق کوئی ایسی بات کی تو پھر ہم سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Enver Baig.

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman, finally what I would like to say that we the Pakistan Peoples Party totally reject this Bill and along with our allied parties we do not accept this Bill and I would like to assure the people of Pakistan that we will continue to fight dictatorship. We have been fighting dictatorship and Pakistan Peoples Party is going to fight dictatorship right until the end.

جمہوریت زندہ باد، dictatorship مردہ باد۔

(Interruption)

جناب چیئرمین، سعدیہ عباسی صاحبہ! آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

Senator Saadia Abbasi: Sir, I tender unconditional apology on behalf of all Senators from the Opposition.

غلط ہوا ہے، نہیں ہونا چاہیے تھا ۔ To all the honourable members of the treasury benches انہوں نے اپنے وہ remarks withdraw کر لیے ہیں and he will tender an unconditional apology. ان کے remarks expunge ہو چکے ہیں ۔ He will offer an unconditional apology to all the honourable Senators.

Senator Muhammad Enver Baig: I withdraw the word.

Mr. Chairman: Let us leave it at that. Let us not give anybody

any title here.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I have withdrawn the word. I said it twice and I am saying it again that I withdraw the word and if my sister has been pained to hear that word, I withdraw it.

Mr. Chairman: Miss Anisa Zeb Tahirkheli.

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی (وزیرمملکت برائے اطلاعات و نشریات)، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, this is a very important occasion on which the Bill to enable the President to hold two offices is being deliberated upon. We have been hearing many speeches in this House, some of them favouring the Bill and others opposing it. I don't need to repeat, most of the points that have already been mentioned, but there are certain points that need to be again reiterated because their importance is that those points need to be understood by most of the members. We have been hearing the democratic past of the Pakistan and the future where all those points coming from the Opposition alleging the treasury benches that their acts will be recorded as black acts by the historians in the times to come. I totally contradict that point sir. It is not correct. If we see the past in the history of democracy in this country, right from the creation of Pakistan, we can see many roles being played by the politicians and the uniform personalities. I don't see a single person in this House who has not had direct and indirect relationship with the Armed Forces of Pakistan and who have not been doing or their leaders

including, mine who have not to do anything with a government which ruled or headed by a military men. Let us not go into those details. Let us see the hard realities. It is a murky past. It was need of the expediency. It was the need of the hour that many things had to be done the way they were done.

I think that all persons are quite aware of that past. We have three major phases and unfortunately right from the creation of Pakistan, the founder of the nation could not live and did not have enough time to really put Pakistan on the right path. He has a vision which he had really given in his various speeches delivered on many occasions. All of us want his particular speech which to some extent goes in their particular interest as the guiding principle whereas the founder of the nation had been giving the ideas, his notions about Pakistan in general term as well as in specific point.

یہ اس ملک کی بھی بدقسمتی تھی کہ قائد اعظم محمد علی جناح اور پھر ان کے بعد قائد ملت، شہید لیاقت علی خان ہم سے جلدی بچھڑ گئے۔ نو سال تک اس ملک کو آئین نہیں مل سکا۔ پے در پے وزیر اعظم اس پہلے phase میں تبدیل ہوئے۔ اس کے بعد ایک ملٹری دور، ایک dictator کے دور میں آئے لیکن آج بھی اگر اپنی جگہ پر کوئی development کی باتیں کرتا ہے، کوئی progress کی بات کرتا ہے، پاکستان کو ایک صحیح بنیاد پر کھڑا کرنے کی بات ہوتی ہے تو اس دور کی مثالیں دی جاتی ہیں اور پھر ایک وقت آیا کہ ایک اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آیا۔ حالات کی مجبوری سے، ایک political پارٹی کے لیڈر، میرے شہید لیڈر کی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے اس ملک میں عوام کی حکومت لائی گئی اور پھر کہ اس ملک کی ایک افسوسناک حالت کہ جب یہ ملک دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا۔

الزامات اور جوابی الزامات سے ہماری history بھری پڑی ہے لیکن آخر حقیقت اس

بات میں ہے کہ ملک دو لخت ہوا اور شہید لیڈر کو اس موقع کی مناسبت سے، ان واقعات اور حالات کے تقاضے کے مطابق کچھ عرصہ کے لیے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا role بھی ادا کرنا پڑا۔ اس کے بعد 1973ء کا آئین آیا جسے عوام کے نمائندوں نے almost consensus کے ساتھ بنایا، almost اس لیے کہ اسی ہاؤس میں ہم نے سنا کہ چند لوگوں نے بلکہ ایک آدھ ممبر نے اس کا بائیکاٹ کیا تھا۔ اس consensus والے آئین میں حالات کے تقاضوں کے مطابق 1977ء سے پہلے کئی ترامیم کی گئیں کیونکہ وہ حالات کی requirement تھی۔ 1977ء میں جب اس ملک میں واقعی black day تھا، جب ایک civilian حکومت کا تختہ الٹا گیا اور خاص طور پر ان حالات میں کہ جب 4 جولائی کو یہ بات بھی طے ہو گئی تھی، یہ اخبارات کی بھی سرخی بنی کہ ایک معاہدہ ہونے لگا اور اس کے باوجود پانچ جولائی کو ایک مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے آ کے civilian حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ پھر ۱۱ طویل سالوں میں ہم نے دیکھا کہ اس ملک میں مذہب کے نام پر، اسلام کے نام پر کیا کیا کھیل کھیلے گئے۔ عوام الناس باہر سڑکوں پر آ گئے۔ قربانیاں دینے والے اپنی جگہ پر موجود رہے، قربانیاں دیتے رہے، جیلوں کے شکار ہوئے لیکن کچھ بن نہ پڑا اور وہ تادم مرگ اسی وردی میں اپنی مرضی کے مطابق رہے۔

جناب عالی! اس وقت بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جو ۱۹۸۵ء کی اسمبلیوں میں رہے ہیں اور آج ان اسمبلیوں کا بھی حصہ ہیں، جن کی تخلیق اس دور میں ہوئی، آج وہ جمہوریت کے بہت بڑے محرک بن چکے ہیں، جیسا کہ ساری زندگی جمہوریت کے لئے وہ قربانیاں دیتے آئے ہوں۔ آج وہ history کو mix up کرنا چاہتے ہیں۔ صرف چند itmes کی بدولت کہ آج جو جنرل ہے جس نے اس ملک میں مارشل لاء نہیں لگایا، جس نے بنیادی آئین کو سلب نہیں کیا، بنیادی حقوق کو سلب نہیں کیا، جس نے عوام کی demands کو سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق، عوام کی منشاء کے مطابق اس آئین کا حصہ بنایا، آج وہ progressive General ہے۔ آج وہ اس ادارے کی پالیسیوں میں بھی U turn لایا جن کے متعلق ہم کہتے تھے وہ ماضی میں مارشل لاء کا ساتھ دے کر اس ملک کو بجائے progress پر ڈالنے کے retrogression میں لے گئے یعنی پیچھے کی طرف move کرا دی۔ آج وہ لوگ وردی کی بات کر رہے ہیں۔ میں اپنے بھائی مشاہد حسین سے بالکل اتفاق کرتی ہوں۔ ہمیں کوئی فخر نہیں ہے that we have aPresident

with a uniform. ہرگز نہیں۔ لیکن آپ اس وقت کے مخصوص حالات کو دیکھیں۔ آج unity کی ضرورت ہے۔ یہ ان کو سمجھنا بہت آسان ہونا چاہیے لیکن کس طرح؟ یہ بھنڈی اور of powers ٹماٹر کے مسئلے کو بھی ایک issue بنا لیتے ہیں۔ اگر صدر ان کو کوئی fruitful thought دیتا ہے تو اسے بھی صدر کی منشاء اور فیصلہ قرار دے کر اس کی مخالفت میں آ جاتے ہیں۔ So they need an issue of it. آج سترھویں ترمیم کے حوالے سے وہ آئین جس کی پاسداری کی یہ بات کرتے ہیں، اس آئین میں تو صاف صاف لکھا ہے۔ 41 (7) (b) کو آپ پڑھیں تو یہ تمام مفروضے، چاہے وہ Article 43, 44, 244, 245, 260 یا پھر تیسرے شیڈول میں جو صدر کا حلف ہے، ہر چیز کے متعلق clear ہے۔ Article 63 (1) (d) کو مثال بنایا جاتا ہے کہ جس میں لکھا ہے کہ وہ operative ہو جائے گا۔ بھئی ہو جائے operative ہم نے تو منع نہیں کیا ہے۔ ضرور operative ہو جائے لیکن صدر کو تو اس پیراگرف کی تب ضرورت پڑے گی جب وہ دوبارہ الیکشن کے لئے جائیں گے۔ یہ بات تو Article 41 میں طے ہو چکی ہے کہ صدر پاکستان ۵ سالوں کے لئے صدر ہیں۔ Article 63 (1) (d) کے تحت جو provision ہے جس میں ہے کہ اگر ایک قانون موجود ہے جس کے تحت کسی بھی ایسے منصب کو ان مناصب میں شامل کیا جائے جس کے تحت آپ بیک وقت اسے رکھ سکتے ہیں۔ آپ ان عہدوں کے رکھنے کے باوجود پارلیمنٹ کے ممبر بننے کے مجاز ہیں۔ یہ law تو اس کے لئے frame کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آج یہ بات clear کرنا چاہوں گی کہ صدر پاکستان نے اس وقت کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ ہمیں کچھ پتا نہیں ہے کہ وہ یہ decide کرتے بھی ہیں یا نہیں لیکن پاکستان کے عوام کی main منشا ہے کہ اس وقت جو مصائب ہیں، جو ضرورتیں ہیں، ان کے لئے unity of power کی ضرورت ہے کیونکہ ہم لوگوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں بھولے گا اور نہ بھولنا چاہیے کہ جو حالات اس وقت ہماری اسمبلیوں میں ہیں، مسلسل پچھلے ایک ڈیڑھ سال میں جو احتجاج بلا جواز یا کسی جواز کے تحت رہا ہے اگر ایسے حالات میں Chief of the Army Staff علیحدہ ہوتا اور صدر پاکستان علیحدہ ہوتے تو آپ یقین مانیں کہ اب تک ایک charge sheet تیار ہو چکی ہوتی۔

Mr. Chairman: Please, try to conclude.

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب والا! مجھے دو منٹ اور دیجیے۔ جناب والا! ایسے حالات سے بچنے کے لئے ہم سب نے مل کرجمہوریت کا نیا پودا لگانا ہے ۔ Political Parties Order, 2002 کے تحت جتنی Parties نے election میں شرکت کی، ان سب نے ، تمام ترامیم جو کی گئی تھیں، ان کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے ، ان کی پارٹی کے جو چیئرمین ہیں یا leaders ہیں، انہوں نے ایک certificate Election Commission کو دیا اور اس بات کا اقرار کیا اور election میں participation کی ۔ بعدمیں LFO کی بات آتی ہے ۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ یہ بھی حکومت کی ایک بہت ہی ذمہ دارانہ سوچ تھی۔ باوجود اپنے stance پر جو ان کا L. F.O کے متعلق تھا، اسے حل کیا۔ history میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ چیزآٹھویں ترمیم میں ہوئی کہ RCO, March 1985 میں آیا تھا اورآٹھویں ترمیم دسمبر 1985 میں آئی اور RCO کے contents بھی آج اس آئین کا حصہ ہیں اور آٹھویں ترمیم کے بھی۔ RCO کے تحت 152-A میں National Security Council آئی اور آٹھویں ترمیم کے ذریعے اسے delete کر دیا گیا ۔ اس کے باوجود میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پھر مجھے ایک لحاظ سے MMA کو مبارک باد دینی چاہیے کہ انہوں نے اس وقت ایک ذمہ داری کا احساس کرکے پاکستان کی آئینی history میں ایک تاریخ رقم کی لیکن آج مثال وہی ہے کہ جس ٹہنی پر بیٹھے ہیں، اسی کو کاٹنا شروع کر دیا۔ ایک مرتبہ ایک اچھا کام کیا اور دوسری دفعہ ان کے لئے --- یہ ڈیڑھ دو سال صدر کا وردی میں رہنا کوئی حرج نہیں تھا۔ اگر ایک دو سالوں کے لئے یا ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی مختصر time ہو لیکن اس وقت جو واقعات ہیں ، جو بین الاقوامی، علاقائی اور ملکی حالات ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ یہ اسمبلی اور پاکستان کی دیگر اسمبلیاں جنہوں نے یہ قدم اٹھایاہے یا عوام الناس کی طرف سے یہ مطالبہ کہ صدر اس وقت وردی میں رہے، میں یہ سمجھتی ہوں کہ وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ اگر power centre ہے تو یہ ایک ہی رہنا چاہیے۔ میں آج ان لوگوں کو جنہوں نے وردی کو ایک issue بنا لیا ہے، یہ clear کرنا چاہتی ہوں کہ آپ سب ایک دوسرے کو دیکھیں، اس وقت جو aisle کے اس طرف بیٹھے ہوئے ساتھی ہیں، وہ اپنی ماضی کی تاریخ کو دیکھیں تو کیا ماضی میں آپ ایک دوسرے کے ساتھ متصادم نہیں تھے؟ کیا آپ لوگوں کی پالیسیاں ایک دوسرے سے clash نہیں

کر رہی تھیں؟ اگر آج آپ لوگ ایک point پر اکٹھے ہو گئے ہیں تو یہ آج کے فیصلوں میں تبدیلی نہیں ہے۔ اگر صدر پاکستان نے دسمبر 2003 میں اس بات کا عندیہ دیا کہ وہ وردی اتارنا چاہتے ہیں تو کیا ایک سال کے اندر National Security کی کوئی ایسی alarming ضرورت نہیں ہو سکتی کہ جس کے تحت انہیں اپنے ہی فیصلہ کو reconsider کرنے کی ضرورت پڑی ہو۔ جناب والا! یہ ضرورت ہو سکتی ہے۔ یہ وعدہ نہیں ہے اور اگر وعدہ بھی ہے تو یہ معاملہ صدر پاکستان اور ان کے اللہ کے درمیان ہے۔ انہوں نے حقوق العباد کے سلسلے میں بھی جواب دہ ہونا ہے۔ انہوں نے پاکستان کے حکمران ہونے کا بھی جواب دینا ہے۔ آج وہ خلوص نیت سے کسی مسئلہ کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے اور اگر کوئی کہتا ہے کہ انہوں نے ماضی میں کوئی وعدہ پورا نہیں کیا تو میں کہتی ہوں کہ مجھے بتائیں کہ کوئی ایک وعدہ جو صدر نے ایفا نہیں کیا۔ اگر وہ الیکشن نہ کرواتے تو پھر کیا ہوتا۔ یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہتا' ضیاء الحق کے دور میں گیارہ سال تک یہ سلسلہ نہیں چلتا رہا اور اس کے باوجود بھی اس ملک میں عوام کا پورا سیلاب سڑکوں پر آنے کے باوجود بھی جنرل ضیاء الحق نے اپنے آخری وقت تک وردی نہیں اتاری۔ ان کو وہاں سے deseat کوئی نہیں کر سکا۔ جناب عالیٰ! زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے کس کی زندگی کتنی ہے لیکن ایک رہنما' ایک لیڈر کی یہ سب سے بڑی نشانی ہے کہ وہ اپنی popularity کے risk پر عوام کے جو مفادات ہیں ان کو کبھی بھی قربان نہیں کرتا۔ وہ آج کے ایک زیرک سیاست دان ہیں' جنہوں نے اپنے تمام معاملات سے' --- ورنہ پانچ سال پہلے تک ہم rogues تھے' terrorist تھے' insolvent تھے' failed state کہلانے کے دہانے کے قریب پہنچ گئے تھے اور آج کے سال ہم IMF کو خیرباد کہنے جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی development ہے جو کہ ایک بہتر اقتصادی پالیسیوں کے تحت ہے اور پالیسیوں کا جو تسلسل رہا ہے اس کے تحت یہ situation create ہوئی ہے۔ تو آج انہی پالیسیوں کے تواتر کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم سب اپنی support دیں اور اس بل کی تائید کرکے صدر پاکستان کو تقویت دیں اور پھر فیصلہ ہم ان پر چھوڑ دیں جنہوں نے بارہا کہا ہے کہ یہ وردی صرف میری ذات کا issue نہیں ہے۔ انہیں تو ہماری حزب اختلاف پہلے سے صدر ماننے کے لیے تیار ہے۔ آج افواج پاکستان کو کوئی objection نہیں ' پاکستان کی عوام کو کوئی

objection نہیں، پاکستان کی اکثریتی پارلیمانی جو leadership ہے اس کو کوئی اعتراض نہیں لیکن جو لوگ معترض ہیں انہیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ وردی پاکستان کی بقاء کے لیے ہے۔ پاکستان کے مستقبل کے دفاع کے لیے ہے۔بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، سانگزئی صاحب کی باری ہے ۔ سانگزئی صاحب اس کا جواب دے دیں گے' ان کو ہی بولنے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ضروری نکتہ ہے۔

جناب چیئرمین، سانگزئی صاحب کو بولنے دیں وہ جواب دے دیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، نہیں ، نہیں ، محترمہ نے یہ فرمایا ابھی تک وردی رکھنے یا اتارنے کا فیصلہ نہیں کیاتو یہ debate کیوں ہو رہی ہے؟ یہ تو پارلیمنٹ کی توہین ہے اور ممبران پارلیمنٹ کی توہین ہے۔یہ تو کالا قانون پاس کر رہے ہیں اور انہیں ابھی تک پتا نہیں ہے کہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین،سانگزئی صاحب' آپ بولنا چاہیں گے۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی، میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سمجھ سمجھ کر بھی جو نہ سمجھے ، میری سمجھ میں وہ ناسمجھ ہے۔

جناب چیئرمین، جی عزیز اللہ سانگزئی صاحب'

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، شکریہ - چیئرمین صاحب! آپ کی بڑی مہربانی' بڑے حوالہ جات سنے اور شعروں کی بھی بہار سنی۔ کسی نے آخر میں پڑھا اور کسی نے تقریر ختم کرکے پڑھا۔ میں ابتداء میں پڑھ رہا ہوں -

نہ چھیڑ ان درد مندوں کو نہ جانے دل سے کیا نکلے
برا نکلے بھلا نکلے نہ جانے بددعا نکلے۔

بڑی زبردست قسم کی تقریریں اور زبردست قسم کی لفاظیاں ، زبردست قسم کے دلائل اور فرفر قسم کے حوالہ جات اور ایک دوسرے سے برتر قسم کے حوالہ جات سننے میں آئے - بڑی خوشی ہوئی اور میں آج حد سے زیادہ خوش اس لیے ہوں اور میں مطمئن بھی ہوں' موضوع بھی

وردی کا ہے مجھے یقین ہے کہ بڑے صاحب نے کبھی غلط بیانی نہیں کی انشاء اللہ وردی اتاریں گے۔ جناب! مجھے ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہیں، ایک نہیں، تین وردیاں پہن لیں۔ عزت مآب! ایک تو ہے میری غلط بیانی آپ کے متعلق تو میں نہیں کہہ سکتا۔ ایک ہے چوکیدار کی غلط بیانی، ایک ہے road پر چلنے والے کی غلط بیانی، اگر میرے صدر پاکستان غلط بیانی کریں تو پھر میں کہاں جاؤں، مجھے راستہ بتاؤ۔

آج کا دن ہفتے کا دن ہے۔ جناب! تھوڑی سی جھلک میں رمضان کے توسط سے دکھاؤں گا۔ رمضان شریف کا مہینہ ہے۔ روزے سے ہوں اور میں آپ کو داد دیتا ہوں، میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے جب باہر کا دورہ کیا تو آپ روزے سے تھے۔ میں بھی روزے سے ہوں۔ قطع نظر کسی اگی لپٹی کے میں روزہ اپنا بالکل خراب نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ اللہ قبول کرے گا لیکن حقیقت بیان کروں گا۔ رمضان شریف کے توسط، رمضان شریف کے وسیلے سے میں تاریخ کی تھوڑی سی جھلک دکھاؤں گا۔ میں نے پہلے عرض کیا کہ آج ہفتے کا دن ہے۔ تاریخ میں دو واقعات آج کے دن ہوئے ہیں۔ ایک واقعہ ہوا ہے بنی اسرائیل کا اور دوسرا حضرت یوسف علیہ السلام کا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو نیلام آج کے دن کیا گیا تھا۔ اس نیلامی میں بادشاہ بھی شامل تھا، میں نہیں کہتا کہ بادشاہ کے گھروالے بھی شامل تھے۔ اس نیلامی میں بڑے بڑے زمیندار بھی تھے، بڑے بڑے وڈیرے بھی تھے، شاہسوار بھی تھے لیکن اس نیلامی میں عزت مآب ایک بڑھیا بھی تھی۔ سب کے پاس ملین، ٹرلین، ڈالر تھے یا اس وقت کے دینار تھے۔ لیکن ایک بڑھیا کے پاس صرف ٹھیرا تھا جسے سرائیکی یا سندھی میں ٹھیرو کہتے ہیں جو بکری اور بھیڑوں کی پشم سے کات کر بنایا جاتا ہے جس سے کپڑے یا کمبل بنائے جاتے تھے۔ جب ٹینڈر کال ہوا تو سب نے اپنے ٹینڈر پیش کئے۔ اس بڑھیا نے وہ ٹھیرا پیش کر دیا کہ مجھے بھی اس کے عوض یوسف علیہ السلام چاہیے۔ ٹینڈر کرنے والے نے کہا کہ خاتون! آپ کی عقل تو ہے، ہوش میں ہیں، یہاں پر کروڑوں کے خریدار ہیں، تم ایک چھوٹا سا پشم کا ٹھیرا لائی ہو اور اس پر خریدار ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کی کوئی فکر نہیں، میں اس لئے آئی ہوں کہ تاریخ میں میرا نام بھی لکھا جائے کہ میں بھی یوسف کی خریدار ہوں۔ عزت مآب! ہمیں خبر ہے کہ ستاون ممبر آپ کے ہیں، ہمیں پوری معلومات ہیں، آپ اگر چاہیں تو ایک گھنٹے میں بل کو منظور کر سکتے

ہیں۔ بل تو منظور ہو جائے گا ہم تو وہی بڑھیا والا کردار ادا کرنے آئے ہیں کہ تاریخ میں نام لکھوائیں گے۔

جناب چیئرمین! دوسرا ہفتے کے دن بڑا واقعہ بنی اسرائیل کا پیش آیا۔ ان کے لیڈر، ان کے پیغمبر، ان کے راہبر ، ان کے مصلح، ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے کہہ دیا کہ ہفتے والے دن مچھلی کا شکار بند ہے۔ جناب! آپ یہاں پر اس وقت سب بہترین پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ہم تو دیہاتی لوگ ہیں، سیدھے سادے لوگ ہیں، میری سب سے کم تعلیم ہے ۔ بنی اسرائیل حیلہ کرنے میں بڑے تگڑے تھے۔انہوں نے منصوبہ بنایا کہ ٹھیک ہے اس کو بھی خوش کرو، کوئی اور طریقہ بھی نکالو۔ ہمارے پاکستان میں ایک تھا پہلے، جناب! آپ بھی جانتے ہیں کہ جتنی حکومتیں آئیں وہ سب کے ساتھ تھے۔ خدا نہ کرے اگر گورنمنٹ تبدیل ہوگی تو اس کے بھی ساتھ ہوگا اگر وہ زندہ رہا۔ اس نے بہرحال کوئی طریقہ نکالنا ہے۔ بنی اسرائیل نے بیٹھ کر میٹنگ کی کہ کیا کیا جائے۔ ان کے بڑے نے کہا کہ بے فکر رہو، مسئلہ حل ہے۔ آؤ نالی کھود۔ نالی کھودی اور وہاں پر گڑھا کھودا، نالی کھودی دریا سے پانی گڑھے میں چلا گیا، مچھلیاں ساری آگئیں انہوں نے جال بچھا دیا۔ مچھلیاں پکڑ کر کے شام کے وقت تل کر کھا رہے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ ظالمو! تم لوگوں نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ موسیٰ ہم نے تمہاری بے ادبی تو نہیں کی۔ ہم نے سمندر سے مچھلی نہیں لی ہے یہ تو ہماری عقل ہے کہ ہم نے اپنا گڑھا بنایا ہوا ہے اور اس سے یہ مچھلی لی ہے۔ عزت مآب جاننے والے جانتے ہیں کہ آٹھ حیلے کرو، سو حیلے کرو، پانی کو کچھ بھی کرلو لیکن تاریخ پانی کو پانی ہی کہے گی۔

جناب عالی! میں کیا گزارش کروں، صرف اور صرف میری گزارش تو یہ ہے، مجھے کوئی پرخاش نہیں کسی سے ، کوئی پرخاش نہیں کسی سے ذاتی طور پر، میرے لئے سب محترم ہیں، ان پاکستانی سپاہیوں کو سلام کرتا ہوں اس ہاؤس میں جو رات کے اندھیرے میں، تپتے ہوئے صحرا میں پڑے ہوئے ملک کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں ابھی بھی ان کو سلام کرتا ہوں۔ یہ چند جرنیل ہیں جنہوں نے ان کو استعمال کرکے یہ cover کیا ہے۔ میں ان سپاہیوں کا خادم ہوں۔ حضور کی حدیث کے مطابق جس نے سرحد کی حفاظت کی وہ آنکھیں جنت میں جائیں گی۔ جو سرحد کی حفاظت پر مامور ہے وہ جنت میں جائے گا۔ میرا ان کو سلام ہے چند جرنیلوں کے سوا۔

جناب! میری گزارش صرف یہ ہے کہ مجھے کسی جرنیل سے پھر بھی کوئی اختلاف نہیں لیکن آپ نے ہمارا کتنا وقت خرچ کیا' آپ نے کتنے دن لگائے اور اس کے بعد تحریری معاہدہ کیا۔ دستخط موجود ہیں اور سننے میں آیا ہے کہ آپ پھر گئے ہیں' مجھے یقین نہیں ہے۔ 31 دسمبر تک وہ ہمیں ضرور surprise دیں گے۔ آج تک انہوں نے کوئی وعدہ چھوڑا نہیں ہے' نبھانے کی پوری کوشش کی ہے اور انشاء اللہ یہ بھی نبھائیں گے۔ قبل از وقت مجھے اس قسم کی کسی چیز کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ابھی تو ماشااللہ 31 یا 32 دن ہیں۔ اس کے بعد عزت مآب! میں کیا آپ سے گزارش کروں' بڑے دلائل دینے والے میرے ساتھی نے کہا کہ اب کیسے ہیں' آپ سمجھ گئے ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا میں کچھ نہیں سمجھ رہا ہوں۔ کل آپ نے جان بوجھ کر ایک لسانی تنظیم جو کراچی تک محدود ہے' ان سے یہ الفاظ کہلوائے کہ نبی کریم دو عہدے رکھ سکتے ہیں تو مشرف بھی دو عہدے رکھ سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عزت مآب یہ لفظ حذف کر دیں' نبی ہماری ان چیزوں سے اوپر ہے۔ آج اخبارات میں کہا گیا ہے کہ جس نے وردی کی مخالفت کی اس نے قرآن شریف اور جہاد کی مخالفت کی۔ آپ ہمیں اس چیز پر کیوں لاتے ہیں۔ ہم جذباتیت میں نہیں آرہے۔ ہم جذبات میں گھومنے والے لوگ نہیں ہیں۔ اللہ نے ہمیں جو نظر اور دماغ دیا ہے اس کو سوچ سمجھ کر سامنے رکھ کر بات کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں سے بلند تر ہیں۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ آئندہ ایسی چیزوں سے اجتناب برتا جائے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ہاؤس کے مالک نمبر ۲ پارٹی کے لیڈر عزت مآب وسیم سجاد صاحب سے کہ وہ بھی ان چیزوں کا خیال رکھیں ۔ اس کو ایک معمولی معاملہ نہ سمجھیں شاید اس کے نتائج بہت برے نکلیں گے۔ اگر وہ ہوتے تو میں جواب دیتا چونکہ اس طرف سے ہے بھی کوئی نہیں لہذا میرا جواب دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

اس کے بعد جناب عالی! مختلف نسبتیں دی گئیں کہ انہوں نے کہا کہ وردی ضروری ہوگی' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہمارے امام ہیں' بالکل ہونگے' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں صرف ایک لفظ کہوں گا کہ جوانمردی کا کام یہ ہے کہ تاریخ لکھی جائے۔ آپ نے معاہدہ کروایا ہے 'آپ کے حکم سے معاہدہ ہوا ہے۔ آج تک آپ نے کوئی غلط بیانی نہیں کی ہے۔ اگر غلط بیانی کرو گے تو تمہارا نقصان ہوگا۔ ہمارا کچھ نہیں ہوگا ہم پھر بھی سڑکوں

پر گھومنے والے لوگ ہیں اور گھومتے رہیں گے۔

عزت مآب ! سمجھ لینا چاہیے دنیا سات رنگی ہے' اب تو ٹیکنیکل دور ہو گیا ہے پتا نہیں 21 سے بڑھا دیا ہے۔ ہم لوگ تو سات پر ہی ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آپ کے جو خیرخواہ ہیں وہ آپ کو دھکا دے رہے ہیں کہ چل آگے۔ عزت مآب! آپ نے دیکھ لیا کہ جتنے بھی جرنیل گزرے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدارا! اس خوشامدی ٹولے سے نکلیں' اس خول سے باہر آجائیں۔ حقیقت کا سامنا کیجیے۔ تاریخ میں ایک نام پیدا کیجئیے۔ پندرہ کروڑ عوام کے علاوہ بیرون ملک بھی آپ کو سنا گیا ہے کہ دو دفعہ اس نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ میں وردی اتار دوں گا۔ اب آپ کہتے ہیں کہ نہیں۔ دنیا آپ کے متعلق کیا سوچے گی۔ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہوا لیکن دنیا ضرور آپ پر انگلی اٹھائے گی۔ ہم آپ کے خیرخواہ ہیں' ہم کہتے ہیں کہ بات نہ کرو' کرو تو رک جاؤ' ڈٹ جاؤ' خدانخواستہ اگر آگے منزل آجائے۔ میں ایک واقعہ عرض کر رہا تھا ہفتے کے دن امام ابو حنیفہ سے بادشاہ وقت نے کہا کہ میں آپ کو چیف جسٹس سپریم کورٹ کا بناؤں گا یا قاضی القضاۃ بناؤں گا ۔ امام ابو حنیفہ نے انکار کر دیا۔ خوشامدی لوگ بادشاہ کے پاس گئے اور کہا' اس کی وقعت کیا ہے اس نے انکار کر دیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے قسم اٹھائی ہے کہ تم کو قاضی القضاۃ بناؤں گا' چیف جسٹس میں نے تمہیں رکھنا ہے' امام صاحب نے کہا کہ تم نے بھی قسم اٹھائی ہے تو اب میرے لئے وہ اخلاص نہیں رہے گا' میں وہ فیصلہ شاید نہ کر سکوں لہذا میں چیف جسٹس سپریم کورٹ نہیں بن سکتا اور نہ بنوں گا۔ اس نے کہا جانتے ہو کیا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جو آپ کی مرضی۔ انہوں نے کہا کہ جیل میں بند کرو۔ عزت مآب کوڑے' جیل' ریل یہ سیاسی ورکروں کا زیور ہے۔ جو رات پیدا ہوئے ہیں اور آج میدان میں ہیں وہ اس چیز کو نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں جیل نہیں' صرف ریل ہو' ادھر اس ڈبے سے نکلو اس میں گھس جاؤ۔ اس سے نکلو اس میں گھس جاؤ۔ ہم کہتے ہیں کہ نہیں' ریل بھی ہو' تھوڑی سی جیل بھی ہو۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ ہونی چاہیے یہ دنیا کا طریقہ کار ہے۔

جناب عالی! میں اپنے ان ساتھیوں سے گزارش کرتا ہوں' میں دوبارہ ان سے اپیل کرتا ہوں کہ اس ہاؤس میں ہم بیٹھے ہیں' اس ہاؤس کے سپیکر نے ایک رولنگ دی تھی جس کی سیاہی خشک نہیں ہوئی' وہ رولنگ کہاں گئی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں اور مجھے یقین بھی ہے' ان میں

سے تین چار لوگوں نے حق بھی کہا ہے کہ ہمیں ابھی تک خبر نہیں ہے کہ وردی اتارے گا بھی یا نہیں اتارے گا۔ وردی کا مسئلہ نہیں ہے۔ خدا کرے چار وردیاں پہنے، ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ہمیں اعتراض ہے کہ آپ نے written ایک ذمہ دار پارٹی کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ پاکستانیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جو شف شف کے قائل نہیں ہیں۔ ہمیشہ شفتالو بولتے ہیں۔ اس لئے میں آخر میں آپ کے توسط سے اپیل کروں گا کہ معاہدے کو نبھانے کی کوشش کی جائے اور میں امید رکھتا ہوں، کہ آخر میں وہ ہمیں surpriseیا حیرانی دیں گے اور حسب وعدہ وردی اتاریں گے۔ ہمارے لئے وردی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ابھی 31 دن ہیں۔ لیکن انہوں نے تحریری معاہدہ کیا ہے، زبانی تقریر کی ہے۔ عزت مآب میری خواہش ہے کہ دنیا میں ان کا نام روشن ہو، اس کے ساتھ میرا نام بھی روشن ہو۔ اگر ان کا نام روشن نہیں ہوگا، شاید کوئی اور راستہ ہو، ظاہر ہے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔ اسی پر آپ کا شکریہ، بہت بہت مہربانی، آپ کی نوازش۔

Mr. Chairman: You want to continue with one more speakers, one or two

نے بولنا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ، بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ کل شام، آج شاید آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو کہ ہمارے ایک پارلیمنٹ کے member عمران خان کو mug کیا گیا، لوٹا گیا اور یہ law and order کی situation ہے۔ اس کو میں بڑی بری طرح سے condemn کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے law enforcement agencies سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کی help کریں، ان کی recovery کرائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، سن لیں، ابھی کرنا چاہتی ہیں۔ جی تو کرلیں۔ نہیں، انہوں نے بولنا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، میرا خیال ہے Monday کو زیادہ ہو جائیں گے، آج جو کر سکتے ہیں، کرلیں۔

جناب چیئرمین، کلثوم پروین صاحبہ! آپ بولنا چاہیں گی پھر Monday کو ذرا time کم ہو گا۔ چلیں then we adjourn the House

Senator Wasim Sajjad: Sir, as we came to an understanding that on Monday we will be short of time and everybody will not get a chance to speak, if that understanding is there, I think any.....

سینیٹر وسیم سجاد، اگر کوئی کرنا چاہے' ہماری جانب سے I think آج وقت ہے' کر لے۔ Monday کو time نہیں ہو گا I want to make it very clear, Monday کو time کم ہو گا there will be very very short time for all those speakers, anybody wants to speak.

جناب چیئرمین، فوزیہ فخرالزمان صاحبہ بولنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، ہاں ٹھیک ہے۔ آپ بھی بول لیں۔

سینیٹر فوزیہ فخرالزمان خان، چیئرمین صاحب! بہت بہت شکریہ۔ میرا اس وقت بولنے کا رادہ نہیں تھا لیکن ان لوگوں کی تقریریں سن' سن کے میں نے سوچا کہ دو چار لفظ میں کہہ ہی دوں۔ یہ لوگ تب کہاں تھے جب اس ملک کو گھن اور دیمک چاٹ رہا تھا' یہ بہت اونچے اونچے بلند بانگ دعوے کر رہے ہیں لیکن ہمارے ملک کو بری طرح سے کھوکھلا کیا گیا تھا۔ ہم بالکل وردی کے حق میں نہیں ہیں لیکن وردی والا ہمارے لئے نجات کا باعث ہو جائے اور وہ آ کر حالات کو بہتر دے تو پھر ہم اس کے حق میں ہوں گے۔ آپ کو پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور کو ایک چیز سے بہت نفرت تھی لیکن پھر انہوں نے اپنی امت کی بہتری کے لیے اس کی اجازت دے دی تھی اور وہ چیز تھی "طلاق"۔ اب ہم اگر اپنی امت کی بہتری کے لئے وردی کو قبول کریں' ملک اور قوم کی بہتری کے لئے تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔ ہم سیات دانوں نے اتنے انمٹ' برے برے نقوش چھوڑے ہیں کہ اب تو ہمارا سیاست دانوں کے لئے جی ہی نہیں چاہتا کہ وہ دوبارہ آئیں۔ Thank you

جناب چیئرمین، بی بی یاسمین شاہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے آخر میں موقع دیا اور شکر ہے کہ مجھے موقع مل ہی گیا۔ جناب! یہ تین دن سے مسلسل بحث چل رہی ہے، بڑی گرما گرمی اِدھر سے بھی ہو رہی ہے اور اُدھر سے بھی ہو رہی ہے، دونوں طرف سے لوگ بول رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ وردی کا اتنا بڑا مسئلہ تو نہیں ہے جتنا کہ بنایا جا رہا ہے کیونکہ ابھی یہ بل بھاری اکثریت سے نیشنل اسمبلی سے پاس ہو کر سینیٹ میں آیا ہے تو پھر اس پر اتنے اعتراضات اور اتنا شور و ہنگامہ کیوں؟

جناب! 9/11 کے واقعات کے بعد ملک جن خطرات اور مشکلات سے گزر رہا ہے وہ سب کے سامنے ہیں۔ ان حالات میں صدر مملکت جنرل پرویز مشرف صاحب نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں اور کمال پختگی سے پاکستان کو ان مشکلات سے عزت، وقار اور سلامتی کے ساتھ باہر نکالا ہے۔ یہ خطرات ابھی بھی موجود ہیں اور ملک ابھی بھی سنگین اندرونی اور بیرونی خطرات سے دوچار ہے۔ ملکی ترقی کے لئے صدر صاحب نے جن مالی معاشی پالیسیوں کو اپنایا ہے ان کو کامیاب کرنے کے لئے ایک تسلسل اور استحکام کی ضرورت ہے۔

ابھی کچھ دیر پہلے ثناء بلوچ صاحب نے ایک بات کہی کہ صدر صاحب نے خود ساختہ طور پر عہدہ اپنے پاس رکھا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ ان کے دور میں جب بھٹو صاحب کی حکومت تھی تو بھٹو صاحب نے جو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ اپنے پاس رکھا تھا کیا وہ خود ساختہ طور پر نہیں تھا، اُس وقت تو کوئی ایسا 9/11 کا واقعہ نہیں ہوا تھا، اُس وقت تو ملک میں کوئی ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ایک civilian ہونے کے باوجود انُہیں وہ عہدہ اپنے پاس رکھنا پڑا۔ اگر صدر صاحب نے یہ عہدہ رکھا ہے تو یہ ملک کی ضرورت ہے، اس وقت ہمارے حالات ایسے ہیں کہ ہم صدر صاحب کو support کرتے ہیں کہ وہ یہ عہدہ اپنے پاس رکھیں کیونکہ یہ ابھی ہمارے ملک کی ضرورت ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب اپوزیشن کے لوگ حکومت میں ہوتے ہیں تو فوج کے ساتھ حکومت بنانے میں انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا، وردی پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا اور جمہوریت بھی ٹھیک ٹھاک چل رہی ہوتی ہے لیکن جب یہ اقتدار میں نہیں ہوتے تو پھر انہیں ہر چیز غلط لگ رہی ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی اس طرح

ہوتا رہا ہے۔ کیا یہ اب مخصوص حالات کا تقاضا نہیں ہو سکتا کہ صدر صاحب یہ دونوں عہدے اپنے پاس رکھیں؟

جناب! میں ایک مثال روس کی دوں گی کہ روس کے جوزف اسٹالن ایک ہی وقت میں پانچ عہدے اپنے پاس رکھتے تھے۔ 22 جون 1941ء کو جرمن فوجوں نے روس پر حملہ کر دیا تھا اور نومبر تک روس کے دو تہائی حصے پر قابض ہو گئے تھے اور وہ ماسکو سے صرف 25 میل دور رہ گئے تھے تو اسٹالن نے خود کو فوج کا جنرل سپریمو declare کر کے سرخ فوج کے GHQ کو Kramlin میں منتقل کر دیا، دارالحکومت ماسکو سے تمام سرکاری دفاتر کو گولگا کے مغرب میں منتقل کر دیا اور خود ماسکو میں رہ کر تمام فوج اور French کا براہ راست control اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جرمن فوجوں کے خلاف counter attack شروع کر دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ 22 فروری 1942ء میں Stalingrad کے محاذ پر جرمنی کو تاریخی اور عبرت ناک شکست ہوئی جو کہ دوسری جنگ عظیم میں جرمنی کی مکمل شکست کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ 1st فروری 1942ء میں فیلڈ مارشل نے 23 جرمن جنرلوں اور فوج کے ساتھ اسٹالن کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور شکست تسلیم کی۔ یہ سب کچھ اسٹالن نے اس لئے حاصل کیا کہ قوم نے اس پر اعتماد کیا اور ان کو مکمل اختیارات دیئے۔ مغربی اتحادیوں کی بے وفائی اور روس کو اکیلا چھوڑنے کے باوجود دشمن پر فتح پائی۔ جب صدر صاحب یہ کہتے ہیں کہ موجودہ مخصوص حالات میں صدر کے پاس دوسرا عہدہ ہونا ضروری ہے تو یہ بات ملک اور قوم کے مفاد میں ہے۔ اس سے دوسری باتوں کے علاوہ ملک کو درپیش سنگین مسائل اور خطرات سے نمٹنے میں آسانی ہو گی۔ حکومت کا استحکام ہو گا تو ملک ترقی کرے گا، غربت دور ہو گی تو معیشت ترقی کرے گی۔ ہمیں صدر صاحب کی اس بات پر اعتبار کرنا چاہیے۔ ہمیں "میں نہ مانوں" والا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے اور ہمیں ملک اور قوم کے وسیع تر مفاد میں سوچنا چاہیے۔

جناب! اس وقت جو کچھ اسمبلیوں میں ہو رہا ہے وہ تاریخ کا حصہ بنتا جا رہا ہے، ایک تاریخ رقم ہو رہی ہے۔ ہم اس تاریخ سے آئندہ نسلوں کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟ ٹھیک ہے اپوزیشن criticise کرے، اپنے دلائل بھی پیش کرے، سب کچھ کرے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اس موجودہ حکومت کے صرف negative points ہی دیکھیں اور اس کے positive points نہ دیکھیں۔ کیا اس حکومت نے کوئی اچھا کام نہیں کیا؟ جناب چیئرمین! صدر

صاحب کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ انہوں نے جو بھی وعدے کئے ہیں وہ اس پر پورا اتریں، ان کا ابھی تک کوئی بھی ایسا وعدہ نہیں ہے کہ جس پر وہ پورا نہ اترے ہوں۔ میری اُس طرف بیٹھے اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ التجا ہے کہ مہربانی کر کے اس ہاؤس میں اپنی تقاریر دلائل سے کریں، یہ جو ایک دوسرے کی ذاتیات پر اتر آتے ہیں یا بدتمیزی کرتے ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے، اس سے ہمارا اچھا impression باہر نہیں جا رہا۔ جناب! میں اسی کے ساتھ ہی اپنی تقریر wind up کرتی ہوں اور میں صدر صاحب کو دونوں عہدے رکھنے کے لئے ان کی support کرتی ہوں۔ Thank you.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب چیئرمین! محترمہ نے ابھی اپنی تقریر میں "بدتمیز" کہا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

Mr . Chairman: The House is adjourned to reconvene on Monday morning at 10.00 a.m.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلٰم علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then ad journed to meet again on Monday at 10.00 o'clock in the morning.]